حماسۂ حسینی علیہ السلام

سے متعلق شہید مطہری سے ۱۱۰ سوال

آیت اللہ شہید استاد مرتضیٰ مطہریؒ

شہید مطہری فاونڈیشن (پاکستان)

حماسۂ حسینی علیہ السلام

سے متعلق شہید مطہری سے ۱۱۰ سوال

شہید مطہری فاونڈیشن لاہور پاکستان

نام کتاب	حماسہ حسینی علیہ السلام
کمپوزنگ	انس کمپونیکیشن لاہور 0300-4271066
ناشر	شہید مطہری فاونڈیشن
زیرِ اہتمام	ابوظہیر

ملنے کا پتہ:

معراج کمپنی

بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

0321-4971214

محمد علی بک ایجنسی اسلام آباد

0333-5234311

فہرست مطالب

عرض ناشر..13
مقدمہ..14
سوال نمبر:1۔مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ کیا دیگر رزمیہ شخصیتوں کی طرح امام حسین علیہ السلام بھی ایک رزمیہ شخصیت ہے؟..17
سوال نمبر:2۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا مرثیہ زندہ رہنا چاہیئے، کیا اس کا کوئی دینی منبع و مآخذ بھی ہے؟..17
سوال نمبر:3۔ یہ بتائیں کہ شہداء اور خاص طور پر امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اعوان وانصار کے کام میں اور دوسرے لوگوں کے کام میں کیا فرق ہے؟..............18
سوال نمبر:4۔ کیا امام حسین علیہ السلام کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو پہچانا جا سکتا ہے؟ اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟......................................18
سوال نمبر: 5 تحریک عاشورا، شہادت امام حسینؑ اور اسلام کے زندہ رہنے کے درمیان پائے جانے والے رابطہ کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟................19
سوال نمبر: 6۔ قیام امام حسین علیہ السلام کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ کیا رابطہ ہے؟ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں؟.................................20
سوال نمبر: 7۔ امام حسین علیہ السلام کس طرح اپنے قیام اور اپنی شہادت کے ذریعہ دین

اسلام کے زندہ ہوجانے اور زندہ رہ جانے کا باعث بن گئے؟.................. 21
سوال نمبر: 8۔ کیا آپ حسین ابن علیؑ کی تحریک میں سماجی پہلو کو مانتے ہیں؟ مجموعی طور پر آپ امام حسین علیہ السلام کے سماجی پہلو کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟............. 21
سوال نمبر: 9۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قیام اور آپ کی شہادت کا آپ کی ہمشیرۂ محترمہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا پر کیا اثر ہوا؟........................... 22
سوال نمبر: 10۔ اگر آج واقعہ عاشورا کی تحریف ہوجائے تو ہماری کیا حالت رہے گی؟... 22
سوال نمبر: 11۔ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ جو لوگ عزاداری کی مجالس میں شرکت کرتے ہیں اور کبھی کبھی قیام عاشورا کے متعلق کہی جانے والی باتوں کے جھوٹے ہونے کا احساس کرتے ہیں، تو ان کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟................................. 23
سوال نمبر: 12۔ آپ کی نظر میں اتنی صدیاں گزرنے کے بعد بھی کربلا کا اصلی واقعہ کس طرح محفوظ رہا اور تحریف کا شکار نہ ہوا؟................................. 24
سوال نمبر: 13۔ کیا دشمنوں کے ناپاک عزائم کو واقعہ کربلا کی تحریف کے اسباب وعوامل میں گردانا جاسکتا ہے؟ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں؟.................... 24
سوال نمبر: 14۔ بنی امیہ نے واقعہ کربلا میں تحریف کرنے کی بہت زیادہ کوشش کی، کیا آپ کی نظر میں ان کی یہ تحریفات مؤثر ثابت ہوئیں؟........................ 25
سوال نمبر: 15۔ آپ کی نظر میں کیا انسان کا افسانوی ذہن اس عظیم اور بڑے واقعہ کی تحریف کا عامل بن سکتا ہے؟.. 25
سوال نمبر: 16۔ آپ کی نظر میں کربلا جیسے عظیم واقعہ کی تحریف کا سب سے بڑا اور اہم عامل کیا ہوسکتا ہے؟... 26
سوال نمبر: 17۔ کیا آپ کی نظر میں عزاداروں کو رلانے کے لئے کسی بھی ممکنہ وسیلہ سے استفادہ کرنا تحریف کا عامل نہیں ہے؟.................................... 26
سوال نمبر: 18۔ روضہ خوانی (ایرانی طرز پر مرثیہ خوانی) کا تاریخ کربلا کے مطالعہ کے

ساتھ کون سا باہمی رابطہ ہے؟ برائے مہربانی اس سلسلہ میں وضاحت فرمائیں!.....26
سوال نمبر:19۔ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ واقعہ کربلا میں کوئی مبہم اور پیچیدہ نقطہ پایا جاتا ہے؟..27
سوال نمبر:20۔ حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام کو دیئے جانے والے لقب ''سقا یا ساقی'' کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟.................................27
سوال نمبر: 21۔ واقعہ کربلا کے سلسلہ میں کس طرح کی تحریفات ہوئی ہیں یا ہوسکتی ہیں؟ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں؟....................................28
سوال نمبر:22۔ آپ کی نظر میں ایک تاریخی حادثہ کس طرح تحریف کا شکار ہوتا ہے؟...28
سوال نمبر: 23۔ کیا آپ کی نظر میں ہم عقیدت مند شیعہ لوگ قیام امام حسینؑ کے اسباب وعوامل اور اہداف ومقاصد کو صحیح طور پر سمجھے ہیں کہ نہیں؟.......................28
سوال نمبر: 24۔ کیا آپ کی نظر میں قیام عاشورا ایک مقدس تحریک ہے؟.........29
سوال نمبر: 25۔ حدیث ''حسین منی وانا من الحسین حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے'' کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟.....................................30
سوال نمبر: 26۔ آپکی نظر میں کسی تحریک کے مقدس ہونیکی دوسری شرط کیا ہوسکتی ہے؟.30
سوال نمبر: 27۔ کیا اس زمانے کے لوگ یزید کو اچھی طرح پہچانتے تھے؟..........31
سوال نمبر:28۔ تحریک عاشورا جیسی ایک مقدس تحریک کی تیسری شرط کیا ہوسکتی ہے؟.31
سوال نمبر: 29۔ آپ کی نظر میں واقعہ کربلا میں ہونے والی معنوی تحریف کی کی وجہ ہے؟..31
سوال نمبر: 30۔ کچھ لوگوں کا ماننا ہے کہ خون امام حسین علیہ السلام ضائع ہوگیا ہے، آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟...32
سوال نمبر: 31۔ آپ کی نظر میں امام حسین علیہ السلام کے غم میں مومنین کے آنسو بہانے کی کس قدر اہمیت ہے؟..32

سوال نمبر:32۔ آپ کی نظر میں حسین ابن علی علیہما السلام کا اپنے جد امجد کے ساتھ کیا رابطہ برقرار ہے؟..33
سوال نمبر:33۔ آپ کی نظر میں کربلا کو کیوں زندہ رکھنا چاہیئے؟................33
سوال نمبر:34۔ کربلا کے عظیم واقعہ میں ہمیشہ تحریف کا خطرہ موجود ہے، آپ اس خطرہ کو کس حد تک دیکھتے ہیں؟..34
سوال نمبر:35۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ:
''آفة الدین ثلاثة: فقیه فاجر، امام جائر، مجتهد جاهل'' تین چیزیں دین کے لئے آفت ہیں: ۱. بدکار دانشور۔ ۲. ظالم رہبر۔ ۳. جاہل مقدس مآب۔ اس حدیث کے بارے میں تھوڑی وضاحت فرمائیں!..34
سوال نمبر:36۔ عاشورا کے سبق آموز رزم و پیکار کے تئیں ہمارا کیا وظیفہ بنتا ہے؟..34
سوال نمبر:37۔ آپ کی نظر میں لوگوں کے ذریعہ برپا ہونے والی عزاداری امام حسین علیہ السلام کی مجلسوں میں کیا کمی اور کمزوری پائی جاتی ہے؟..........................35
سوال نمبر:38۔ کیا عزاداری کی مجلسوں میں زبردست شور وغل اور جوش و ولولہ پیدا کرنا صحیح ہے یا یہ کہ مجلسوں کو باہدف اور بامقصد ہونا چاہیئے؟..........................35
سوال نمبر:39۔ آپ کی نظر میں دور حاضر کے ''مادی مکاتب'' کا اسلام کے ساتھ کیا فرق ہے؟..35
سوال نمبر: 40۔ کیا امام حسین علیہ السلام کی حرکت اس دباؤ کا نتیجہ تھی کہ جو معاویہ کے زمانے سے ہی آپ کے خاندان پر جاری تھا اور یزید کے برسر اقتدار آنے کے بعد جب آپ تنگ آگئے تو کہا کہ اب جو ہو جائے سو، اور یکدم دھماکہ دار انقلاب برپا کردیا؟..36
سوال نمبر:41۔ امام حسین علیہ السلام ہر موقع پر اپنے اصحاب کو کیوں رخصت کرنا چاہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے تم لوگوں پر سے اپنی بیعت اٹھالی ہے؟...........36

سوال نمبر: 42 ۔ کیا آپ کی نظر میں قیام امام حسین علیہ السلام سماجی نقطۂ نظر سے یک پہلوئی چیز ہے؟..37
سوال نمبر: 43۔ آپ کی نظر میں اگر امام حسین علیہ السلام کوفہ کے لوگوں کی دعوت پر لبیک نہ کہتے تو آج ہم کیا کہتے ؟...37
سوال نمبر: 44۔ کربلا کے شہیدوں کا ہمارے لئے کیا پیغام ہے؟..............38
سوال نمبر: 45۔ آپ کی نظر میں امام حسین علیہ السلام نے کس مقصد کے تحت محرم کے ان ہی چند ایام میں دوسرے لوگوں کو اپنے ہمراہ آنے کی دعوت دی؟ اور نیز یہ کہ کربلا میں گھر والوں کو ساتھ لے جانے کیکیا مصلحت تھی؟.............................38
سوال نمبر: 46 ۔ آپ کی نظر میں قیام امام حسین علیہ السلام کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ کیا تعلق ہے؟..39..
سوال نمبر: 47۔ کیا آپ کی نظر میں واقعہ عاشورا کی ماہیت اور حقیقت اس زمانے کو لوگوں کے لئے پوری طرح مشخص اور معلوم تھی؟....................................39
سوال نمبر:48۔ کیا امام حسین علیہ اسلام نے اپنی تحریک میں ''نعرہ'' کا استعمال کیا؟..40
سوال نمبر: 49۔ برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ دنیا کے دوسرے ادیان و مذاہب کے پیروں کاروں کے تیئں ہم شیعوں کی کیا ذمہ داری ہے؟..............................40
سوال نمبر: 50 ۔ برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ واقعہ عاشورا کے تیئں ہم شیعوں کی کیا ذمہ داری ہے؟...41
سوال 51: آپ کی نظر میں عاشورا میں کتنے طرح کے نعرے دیئے گئے؟........41
سوال 52: کیا معتبر ذرائع اور مصیبت کی کتابوں (مقتل) میں امام حسین علیہ السلام کی پیاس کی حد بیان کی گئی ہے؟..42
سوال 53: آپ نوحہ خوانی، سینہ زنی اور زنجیر زنی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟........42
سوال 54: اگر ہم سے یہ پوچھا جائے کہ عاشور کے دن آپ لوگ کہنا کیا چاہتے ہیں، تو

ہم کیا کہیں؟..43
سوال 55 : حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی عزاداری کی مجلسوں میں ہمیں کون سے نعرے دینے چاہئیں؟..43
سوال 56 : مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ اگر امام حسین علیہ السلام، یزید کی بیعت کرتے تو کیا ہوتا؟ امام بیعت کرنے پر کیوں حاضر نہیں ہوئے؟ 44
سوال 57 : کوفہ کے لوگوں کی طرف سے دعوت نامہ ملنے کے بعد بھی امام حسین علیہ السلام نے کیوں ''مکہ'' کی روانگی اختیار کی؟ 45
سوال 58 : کوفہ کے راستے میں جب امام حسین علیہ السلام کو لشکر حر اور کوفہ کے لوگوں سے سامنا ہوا تو آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ: ''تم لوگوں نے پھر کیوں مجھے بلایا؟ اگر تم نہیں چاہتے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔'' امام حسین علیہ السلام اس جملہ میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟..45
سوال 59 : امام حسین علیہ السلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا ہدف قرار دینے کے لئے کس چیز کا سہارا لیا؟..46
سوال 60 : اسلام میں بالخصوص تحریک عاشورا میں امر بالمعروف کی کیوں اس قدر تاکید کی گئی ہے؟..47
سوال 61 : کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف لفظ کی حد تک ہی ہے؟ کیا صرف زبان سے ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا کافی ہوگا؟...................47
سوال نمبر 62 : برائے مہربانی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق اسلامی علماء کی رائے بیان فرمائیں؟..48
سوال 63 : برے کاموں میں گرفتار کسی دوست یا رشتہ دار سے کس طرح تعلقات ختم کئے جا سکتے ہیں؟ اور کیا تعلقات ختم کرنا اور روابط توڑنا ہر حال میں مؤثر روش ہے یا نہیں؟..48

سوال 64: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہم کس صورت میں زبان سے انجام دے سکتے ہیں؟...49

سوال 65 : امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عملی مرحلہ کی تھوڑی وضاحت فرمائیں؟...49

سوال 66: نہی عن المنکر کو کیسے انجام دیا جا سکتا ہے؟ برائے مہربانی قارئین محترم اور بالخصوص اس کام میں سرفہرست افراد کے لئے وضاحت فرمائیں!..............49

سوال 67: کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اقسام اور مراتب ایک جیسے ہیں یا یہ کہ ان دونوں میں فرق ہے؟...50

سوال 68: برائے مہربانی یہ بتائیں کہ ہم کس طرح عملی طور پر امر بالمعروف کر سکتے ہیں؟...50

سوال 69: لفظی امر بالمعروف اور عملی امر بالمعروف کے درمیان کیا فرق ہے؟....51

سوال 70 : برائے مہربانی یہ بتائیں کہ کیا بالواسطہ طور پر امر بالمعروف کیا جا سکتا ہے؟...51

سوال 71 : مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ حر ابن یزید ریاحی کس طرح لشکر امام حسینؑ سے جاملے؟...52

سوال 72: گذشتہ باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا امام حسین علیہ السلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذاتی قدر و قیمت اور اہمیت میں اضافہ کیا ہے؟...............52

سوال 73 : برائے مہربانی یہ بتائیں کہ تمام مسائل میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حدود کیا ہے؟...52

سوال 74: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تئیں ہماری کارکردگی کیسی ہے؟.......53

سوال 75: تحریک عاشورا میں خود آپ کے لئے سب سے بڑی عجیب چیز کیا ہے؟..53

سوال 76: عاشورا کے دن کس جماعت نے سب سے پہلے جنگ کا آغاز کیا اور کیوں؟..54

سوال 77: آپ کی نظر میں واقعہ عاشورا کے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں امام حسین علیہ السلام کے اہل بیت کا کیا کردار رہا؟......................54
سوال 78: تبلیغ کرنے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے میں کیا فرق ہے؟....55
سوال 79: کیا تحریک عاشورا میں تبلیغی پہلو بھی پایا جاتا ہے؟...............55
سوال 80: برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ تحریکوں کی کتنی اقسام ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کریں!..55
سوال 81: عاشورا کے دن کربلا میں موجود افراد کہاں کہاں سے آکر آنحضرت کے ساتھ ملحق ہوئے؟...56
سوال 82: سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۱ کی عملی تفسیر کربلا میں کہاں پر ہوئی؟......56
سوال 83: آپ کی نظر میں واقعہ کربلا سے ہر کسی کا اپنے اعتبار سے نتیجہ حاصل کرنا کس حد تک صحیح ہے؟..57
سوال 84: آپ کی نظر میں مختلف لوگوں کے مختلف نتائج میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟..57
سوال 85: واقعہ کربلا میں مختلف افراد اور مختلف جماعتوں کے کردار کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟..58
سوال 86: برائے مہربانی یہ بتائیں کہ تحریک عاشورا کس طرح کی تصویر پیش کرتی ہے؟..58
سوال 87: ''توحید'' کس طرح واقعہ کربلا میں جلوہ نمائی کرتا ہے؟............59
سوال 88: کیا آپ کی نظر میں آج کی دنیا واقعہ عاشورا کو قبول کرتی ہے یا قبول کیا ہے؟..59
سوال 89: دنیا کی موجودہ حکومتوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور کیا آپ اس بات کے معتقد ہیں کہ ان نظاموں کو فکری پشت پناہی حاصل ہے؟..........60
سوال 90: کیا یزید نے اپنے جرائم کے بارے میں کچھ سوچا تھا؟.............60

سوال 91: واقعہ کربلا میں یزیدی حکومت کی فکری پشت پناہی کیا تھی؟..........61
سوال 92: امام حسین علیہ السلام نے ان لوگوں کو کیا جواب دیا جنہوں نے آپ کو کربلا جانے سے منع کیا تھا؟..61
سوال 93: آپ کی نظر میں بنی امیہ اور بالخصوص ابو سفیان کے اسلام اور قرآن کے خلاف شدید جدوجہد کی کیا علّت تھی؟..................................62
سوال 94: آپ کی نظر میں بنی امیہ کس طرح اسلامی حکومت پر قابض ہوئے؟....63
سوال 95: آپ کی نظر میں قیام امام حسین علیہ السلام کی بنیادی وجہ کیا تھی؟.......64
سوال 96: حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی جدوجہد کا کیا ہدف بیان کیا ہے؟...64
سوال 97: امام حسین علیہ السلام کے زمانے میں لوگوں میں کس طرح کی جہالت پائی جاتی تھی؟ کیا اس کا مطلب شرح ناخواندگی ہے؟..............................65
سوال 98: برائے مہربانی شہادت امام حسین علیہ السلام کے اسباب و عوامل خلاصہ کے طور پر لکھیں؟...66
سوال 99: امام حسین علیہ السلام کو جو سیّد الشہداء کا لقب دیا گیا، اس سلسلہ میں تھوڑی وضاحت فرمائیں!..66
سوال 100: اگر ہم شہدائے بدر و صفین کو شہدائے کربلا کے ساتھ تقابل کرنا چاہیں تو یہ تقابل کس طرح کا ہونا چاہئے؟...67
سوال 101: تاریخ میں حرّ کا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مل جانے کی کیا علت بیان کی گئی ہے؟..68
سوال 102: معاویہ کے زمانے میں امام حسین علیہ السلام کے قیام نہ کرنے کی علت صلح امام حسن علیہ السلام کا مسئلہ تھا یا کچھ اور؟..................................68
سوال 103: آپ کی نظر میں قیام امام حسین علیہ السلام کا سب سے برجستہ اثر اور نتیجہ کیا ہوسکتا ہے؟..69

سوال 104 : برائے مہربانی شہدائے کربلا کے اپنے موت سے باخبر ہونے اور پھر بھی کربلا میں رہنے کی ترجیح دینے کے بارے میں ذرا وضاحت فرمائیں؟.........69
سوال 105 : برائے مہربانی یہ بتائیں کہ عاشورا کے دن حضرت سید الشھداء علیہ السلام کی کیا خصوصیت تھی؟..70
سوال 106 : اس عظمت اور افتخار کو افسانہ میں تبدیل کرنے والے سماج کی حالت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟..70
سوال 107 : عاشورا کا عظیم واقعہ دور حاضر میں ہمیں کس چیز کا الہام بخشتا ہے؟...71
سوال 108 : یزید نے اپنی عمر کے آخری دنوں میں کیوں اپنے آپ میں تھوڑی تبدیلی لائی؟..71
سوال 109 : امام حسین علیہ السلام پر رونے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟...72
معروضی سوالات..75 تا 80

عرض ناشر

تعریف اس خدا کے لئے جو ہمارا خالق و مالک ہے اور جس کے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے اور جو تعریف اور عبادت کے لائق ہے، درود ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر جو ہماری رہنما ہے۔

شہید مطہری کے موضوعات پر کام جاری و ساری ہے اور اس میں ہر دن ترقی ہو رہی ہے اور اس سلسلہ کو جاری رکھنے میں خدا کی رحمت اور آپ کی دعاوں کا بہت بڑا عمل ہے انتہائی مسرت ہے کہ استاد شہید کی کتب میں سے انتہائی محنت اور عرق ریزی کے بعد مختصر اور جامع انداز میں عام قارئین کے لئے سوال و جواب کی صورت میں مختلف موضوعات پر کام جاری ہے اور اسی سلسلہ میں سے سوالات اور ان کے جوابات پیش خدمت ہیں، جو طلباء کے لئے خاص اہمیت کے حامل ہوں ہیں۔

سوال و جواب کا یہ سلسلہ مختلف ایرانی ویب سائٹ سے لے کر آپ کے استفادہ کے لئے پیش کیا جا رہا ہے، آپ سے التماس ہے کہ ان مسودات کو مہیا کرنے اور تالیف کرنے والوں کے ساتھ ہماری پوری ٹیم کو اپنی دعاؤں یاد رکھا جائے تا کہ یہ سلسلہ جاری رہ سکے۔

شہید مطہری فاونڈیشن کے تحت شائع ہونے والی تمام کتب ہماری ویب سائٹ www.shaheedmutahhari.com پر استفادہ کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

مقدمہ

اگر ہم روز عاشور کو تاریخ کا سب سے بڑا غم انگیز دن کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جو شخص روز عاشورا کو اپنے لئے مصیبت اور گریہ وزاری کا دن قرار دے گا خداوند عالم قیامت کے دن کو اس کے لئے خوشی و مسرت کا دن قرار دے گا۔[۱]

روز عاشورا، تلوار پر خون کی فتح کا دن ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے نماز قائم کرنے اور اپنے خدا کے ساتھ راز و نیاز کرنے کے لئے لشکر دشمن سے ایسے حالات میں مہلت مانگی کہ جب آپ کی زندگی کی چند ہی گھڑیاں باقی رہ گئیں تھی۔ امام حسین علیہ السلام نے جس تحریک کو ثبات بخشا وہ تحریک قرآن، نماز اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تحریک تھی۔ امام حسین علیہ السلام کو پوری طرح یہ معلوم تھا کہ آپ اپنے اعوان وانصار کے ہمراہ عاشورا شہید ہو جائیں گے اور اپنے حقیقی معبود سے جا ملیں گے اور آپ نے اس مسئلہ کو اپنے دل و جان سے قبول کر لیا تھا۔ قیام عاشورا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین اور امیر المومنین علی علیہ السلام کی امامت کو زندہ رکھنے کا قیام تھا۔ کینہ توز دشمنوں نے اپنے خیال میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے ذریعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

---

[۱] بحار الانوار، ج ٤٤، ص ٢٨٤

وسلم کی نسل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا سامان فراہم کرنا چاہا تا کہ حکومت کی باگ ڈور اپنے ہی ہاتھوں میں بچائے رکھیں لیکن ان کی اس سیاست کے نتیجہ میں بے خبر لوگوں کے دل بھی آگاہ ہو گئے۔

قیام عاشورا نے ہم مسلمانوں کو آزادی بخشی ہے اور اگر ہمیں اس وقت کوئی مقام وحیثیت یا عہدہ ومنصب ملتا ہے تو یہ سب حضرت سید الشہداء علیہ السلام اور آپ کے وفادار ساتھوں کے خون پاک کی دین ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے مسلمانوں کے ذہن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ظالموں کی بیعت کا خوف ختم کر دیا اور ہم نے بھی کربلا سے یہی سبق سیکھا کہ کسی ظالم کی بیعت کرنے یا اس کی مدد کرنے سے ہمارا خون بہہ جانا ہی بہتر ہے۔

> ''حسین بن علی علیہ السلام نے لوگوں کو غیرت اور حمیّت کا سبق سکھایا، بردباری اور تحمل کا درس دیا، اور سختیوں اور مصیبتوں کو جھیلنے کا سلیقہ بتایا، یہ سب امت مسلمہ کے لئے بہت عظیم اور بڑے درس ہیں، یہ جو کہا جاتا ہے حسین بن علی علیہ السلام نے کیا کیا اور کس طرح دین اسلام کو زندہ و پائندہ رکھا؟ اس کا جواب یہی ہے کہ حسین بن علی علیہ السلام نے اسلام میں نئی روح پھونکی، مسلمانوں کے خون میں جوش و ولولہ پیدا کر دیا، ان کی غیرت و حمیّت کو جھنجوڑا، لوگوں کو عشق اور مثالی کردار (آئیڈیل) عطا کیا، لوگوں میں بے نیازی کا احساس جگایا، سختیوں اور مشکلات کے مقابلے میں مقاومت، ثابت قدمی، بردباری، برداشت اور صبر و تحمل کا سبق سکھایا اور ان کے خوف و ہراس کو ختم کر ڈالا، جو لوگ بزدلی اور خوف و ہراس سے سہمے ہوئے تھے، انہیں، شجاع، بہادر

اور دلیر بنا دیا۔‘‘ [1]

اس کتاب میں ہم قیام عاشورا پر بحث کریں گے اور اپنے سوالات حضرت آیت اللہ شہید مرتضیٰ مطہری سے پوچھیں گے۔ ان سوالات کے جوابات آیت اللہ مطہری کی کتاب ’’حماسۂ حسینی‘‘ سے لئے گئے ہیں۔

---

[1] حماسۂ حسینی، ج۱ ص ۱۷۳

سوال نمبر:۱۔مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ کیا دیگر رزمیہ شخصیتوں کی طرح امام حسین علیہ السلام بھی ایک رزمیہ شخصیت ہے؟

جواب: آپ کو پوری دنیا میں حسین ابن علی علیہ السلام جیسی کوئی بھی انتہائی رزمیہ شخصیت کہ جس کا خود رزمیہ (یعنی انسانی پہلوؤں کے اعتبار سے نہ کہ قومی وملی) بھی عالی رتبہ رکھتا ہو، دیکھنے کو نہیں ملے گی۔حسین علیہ السلام انسانیت کا سرود ہے، انسانیت کا ترانہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی شخصیت ان کا مثل و مانند نہیں ہے اور یہ بات میں پوری جرأت کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس دنیا میں ان کی نظیر نہیں ہے۔آپ کو پوری دنیا میں حسین ابن علی علیہ السلام کے جیسا رزم و پیکار کہ جو طاقت وتوانائی اور انسانی اور عالی رتبہ ہونے کے اعتبار سے اس کے جیسا ہو، کہیں نہیں ملے گا لیکن افسوس کہ ہم لوگوں نے اس رزم و پیکار کو نہیں پہچانا ہے۔

سوال نمبر:۲۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا مرثیہ زندہ رہنا چاہئے، کیا اس کا کوئی دینی منبع وماخذ بھی ہے؟

جواب: یہ جو کہا جاتا ہے کہ حسین بن علی علیہ السلام کا مرثیہ ہمیشہ زندہ رہنا چاہئے تو یہ وہ حقیقت ہے کہ جو خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمیں ملی ہے اور آئمہ طاہرین علیہم السلام نے بھی اس امر کی تاکید کی ہے۔ یہ مرثیہ اور یہ مصیبت فراموش نہیں ہونی چاہئے اور لوگوں کو ہمیشہ اس مصیبت پر آنسو بہانا چاہئے، لیکن ایک ہیرو اور سورما کے غم میں نہ کہ مظلوم اور لاچار شخص پر! ورنہ ایک نہتے ومظلوم اور قابل رحم و لاچار شخص کے غم میں رونے سے کیا فائدہ؟ اس سے قوم کو کیا ملے گا؟ لیکن ایک ہیرو کے غم میں

رونے سے اپنے اندر سورما کے جذبات پیدا کیجئے تاکہ آپ کی روح میں بہادری کی روح کی ایک کرن پیدا ہو جائے اور اس طرح آپ بھی کسی حد تک حق اور حقیقت کے تئیں اپنی غیرت کا مظاہرہ کریں گے، آپ بھی عدالت پسند بن جائیں گے، آپ بھی ظلم اور ظالم کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں گے، آپ بھی حریت پسند بن جائیں گے اور آزادی کے احترام کے قائل ہو جائیں گے اور آپ کو بھی یہ معلوم ہو جائے گا کہ عزت نفس کس چیز کا نام ہے، شرافت اور انسانیت کسے کہتے ہیں اور کرامت اور عظمت کے کیا معنی ہیں؟

سوال نمبر: ۳۔ مہربانی فرمایہ بتائیں کہ شہداء اور خاص طور پر امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اعوان و انصار کے کام میں اور دوسرے لوگوں کے کام میں کیا فرق ہے؟

جواب: اگر ابوعلی سینا نے ''قانون'' نامی کتاب لکھی، اگر محمد ابن زکریا نے ''الحاوی'' نامی کتاب لکھی، اگر سعدی نے ''بوستان'' اور ''گلستان'' نامی کتابوں کی صورت میں اپنے ذوق وشوق کو بیان کیا یا مولوی نے اپنے فن شاعری کا مظاہرہ کیا تو یہ سب ان تمام شہیدوں کی دین ہے کہ جنہوں نے عظیم اسلامی تمدن کی بنیاد ڈالی اور بشریت کی راہ میں موجود رکاوٹوں کو درمیان سے اٹھالیا۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جو تاریکیوں میں کرنوں کی طرح چمکتے رہے اور اپنی جان کو اس راہ میں نثار کر ڈالا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے پرچم توحید کو اس دنیا میں گاڑا اور لہرایا۔ یہی وہ لوگ تھے کہ جو غیرت اور آزادی کے منادی تھے۔ ہم اور آپ جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، ان شہیدوں کے خون کے ایک ایک قطرے کے مرہون منت ہیں، ان کے رزم و پیکار کے مرہون منت ہیں۔ حسین ابن علی علیہ السلام کا پورا وجود ہی رزم و پیکار اور جدوجہد ہے۔

سوال نمبر: ٤۔ کیا امام حسین علیہ السلام کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو پہچانا جا سکتا ہے؟ اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ اس نے علی علیہ السلام یا حسین ابن علی علیہما السلام جیسی شخصیت کی کلید حاصل کی ہے (اور ہر پہلو سے اسے پہچانا ہے) تو یقینا اس

نے بہت بیہودہ دعویٰ کیا ہے۔ میں تو یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا لیکن اتنا دعویٰ ضرور کر سکتا ہوں کہ جہاں تک میں نے حسین علیہ السلام کو پہچانا ہے اور ان کی زندگی کی تاریخ و سیرت پڑھی ہے اوران کے اقوال کہ جو افسوس کے ساتھ بہت کم مقدار میں ہم تک پہنچے ہیں، کا مطالعہ کیا ہے تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میری نظر میں حسین علیہ السلام کی شخصیت کی کلید، رزم و پیکار ہے، جوش و ولولہ ہے، عظمت وشکوہ ہے، صلابت اور شدت ہے، استقامت اور پائیداری ہے اور حق پسندی وحق پرستی ہے۔

سوال نمبر: ۵۔ مہربانی فرما کر تحریک عاشورا، شہادت امام حسین علیہ السلام اور اسلام کے زندہ رہنے کے درمیان پائے جانے والے رابطہ کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: دنیا کے مختلف گوشوں میں بے شمار انداز میں خونریزی اور قتل وغارتگری اس ہدف کے تحت ہوتی ہے کہ جس میں خونریزی کا پہلو ہی اصل مدّعا ہوتا ہے اور اس کا اثر لوگوں میں خوف و ہراس اور گھٹن کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ عوامی طاقت کم ہو جاتی ہے اور سانسیں سینوں میں گھٹ جاتی ہیں۔ لیکن دنیا میں ایسی بھی کچھ شہادتیں واقع ہوتی ہیں کہ جو معاشرہ کو روشنی اور جلاء بخشتی ہیں۔ کیا آپ نے کبھی انسان کی اندرونی حالت پر غور کیا ہے اور دیکھا ہے کہ بعض اعمال ایسے ہیں جو انسان کے دل کو مکدر کر دیتے ہیں لیکن بعض اعمال ایسے ہیں کہ جو انسان کے دل کو روشن کر دیتے ہیں جو اسے جلاء بخشتے ہیں۔ بالکل یہی حالت معاشرہ کی بھی ہے کہ بعض سماجی کام ایسے ہیں کہ جو معاشرہ کی روح کو تاریک اور مکدر کر دیتے ہیں، معاشرہ میں خوف و دہشت کا ماحول پیدا کرتے ہیں اور معاشرہ کو غلامی اور قید و بند کی حالت میں تبدیل کر دیتے ہیں، جب کہ بعض اجتماعی کام ایسے ہیں کہ جو اجتماع کو نورانیت اور روشنی بخشتے ہیں، سماج میں موجود خوف و ہراس کے ماحول کو ختم ڈالتے ہیں اور غلامی وقید و بند کا احساس ختم کر کے اسے جرأت اور بہادری کا جذبہ دلاتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد کچھ اس طرح کی حالت پیدا ہوگئی اور

اسلام میں ایک رونق اور روشنی پیدا ہوگئی اور سماج میں اس حالت کے وجود میں آنے کی وجہ امام حسین علیہ السلام کی وہ دلیرانہ اور بہادرانہ حرکت تھی کہ جس نے مسلمانوں کی روح کو زندہ کر دیا اور اس کے اس غلامی اور قیدی ہونے کے احساس کو کمزور کر دیا کہ جو عثمان کے آخری ایام سے لے کر معاویہ کے پورے دور تک اسلامی معاشرہ کی روح پر حکم فرما تھا، اور ان کے اندر پائے جانے والے خوف و دہشت کو ان کے دلوں سے نکال باہر کر دیا اور ان کے اندر بندگی اور غلامی کے احساس کو زائل کر دیا بلکہ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ آپ نے اسلامی معاشرہ کو شخصیت بخشی۔ آپ نے سماج کے اس نقطہ پر انگلی رکھی کہ جس کے بعد معاشرہ نے اپنے اندر شخصیت کا احساس کیا۔

سوال نمبر: ٦۔ قیام امام حسین علیہ السلام کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ کیا رابطہ ہے؟ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں؟

جواب: حسین بن علی علیہما السلام جب بھی اپنی باتوں اور تقریروں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بات کرتے ہیں تو ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ

وعلی الاسلام السلام اذقد بلیت الامّة براع مثل یزید

اگر امت اسلامی پر یزید جیسا حاکم اور فرمانروا حکومت کرنے لگے تو پھر ایسے اسلام کو الوداع کہنا ہی بہتر ہے۔

و انی لم اخرج اشراً ولا بطراً ولا مفسداً ولا ظالماً وانما خرجت لطلب الاصلاح فی امّة جدّی

میں نہ جاہ طلبی اور بغاوت کے لئے قیام کر رہا ہوں اور نہ ہی فساد پھیلانے اور ظلم برپا کرنے کے لئے نکل رہا ہوں، بلکہ میں اپنے جدّ امجد کی امت کی اصلاح کے لئے قیام کر رہا ہوں۔

بیس تیس سال کے بعد جب یہ باتیں بھلائی جا چکی تھیں تو حسین بن علی علیہ

السلام نے امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے ایک مصلح اور اصلاح پسند شخص کی صورت میں قیام کیا اور لوگوں کو عشق اور آئیڈیل دیدیا۔ لوگوں کے زندہ ہونے کے رزم و پیکار کا پہلا رکن یہی ہے۔ جو قوم اپنے اندر بے نیازی اور استغناء کا احساس کرے وہی صاحب شخصیت ہوسکتی ہے۔ یہ وہ سبق آموز تعلیمات ہیں جو ہمیں حسین بن علی علیہ السلام کے قیام سے سیکھنی چاہئے۔ آپ نے لوگوں کو استغناء اور بے نیازی کا احساس دلایا۔

سوال نمبر: ۷۔ امام حسین علیہ السلام کس طرح اپنے قیام اور اپنی شہادت کے ذریعہ دین اسلام کے زندہ ہوجانے اور زندہ رہ جانے کا باعث بن گئے؟

جواب: یہ جو کہا جاتا ہے کہ حسین ابن علی علیہ السلام نے کیا کیا اور کس طرح انہوں نے دین اسلام کو زندہ کردیا، اس کا جواب یہی ہے کہ حسین ابن علی علیہ السلام نے اسلام کو ایک تازہ روح پھونکی اور لوگوں کے خون میں جوش و ولولہ پیدا کردیا۔ غیرتوں کو جھنجھوڑا، لوگوں کو عشق اور آئیڈیل دیا، لوگوں میں بے نیازی کا احساس پیدا کیا، لوگوں کو مشکلات اور دشواریوں کے مقابلے میں ثابت قدمی، مقاومت، بردباری اور صبر وتحمل کا درس دیا اور خوف و دہشت کو مٹا ڈالا۔ وہی لوگ جو آج تک اس قدر ڈرتے تھے، ایک بہادر، شجاع اور دلیر جماعت میں تبدیل ہوگئے۔

سوال نمبر: ۸۔ کیا آپ حسین ابن علی علیہ السلام کی تحریک میں سماجی پہلو کو مانتے ہیں؟ مجموعی طور پر آپ امام حسین علیہ السلام کے سماجی پہلو کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب: اس زمانے میں حسین ابن علی علیہ السلام ایک اہم اور بڑا موضوع تھے اور جو بھی شخص ظلم و ستم کے خلاف قیام کرنا چاہتا تھا وہ ''یا الثارات الحسین'' (اے حسین کا انتقام لینے والو!) کا نعرہ دیتا تھا۔ آج کل کے زمانے میں بھی حسین ابن علی علیہ السلام ایک اہم اور بڑا موضوع بنے ہوئے ہیں تاکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا جا سکے، نماز قائم کی جا سکے اور اسلام کو زندہ کیا جا سکے اور تاکہ ہمارے وجود میں اسلام کے بلند اہداف اور عظیم جذبات زندہ ہوسکیں۔

سوال نمبر: ۹۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قیام اور آپ کی شہادت کا آپ کی ہمشیرۂ محترمہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا پر کیا اثر ہوا؟

جواب: حسینی رزم و پیکار میں جس شخصیت نے سب سے زیادہ درس حاصل کیا اور جس شخصیت کی روح مقدس پر یہ مقدس حسینی کرن چمکی، وہ آپ کی ہمشیرۂ محترمہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا تھیں۔ یقینا یہ بڑا عجیب موضوع ہے۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا اپنی تمام تر عظمتوں کہ جو عظمتیں آپ نے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے دامن میں اور حضرت علی علیہ السلام کی تربیت سے حاصل کی تھیں، کے باوجود واقعہ کربلا سے پہلے اور واقعہ کربلا کے بعد بالکل متفاوت دکھائی دے رہی ہیں، یعنی کربلا کے بعد کی زینب سلام اللہ علیہا زیادہ عظمتوں اور شخصیت کی حامل ہیں۔

سوال نمبر: ۱۰۔ اگر آج واقعہ عاشورا کی تحریف ہو جائے تو ہماری کیا حالت رہے گی؟

جواب: آپ چاہیں نہ چاہیں، واقعہ کربلا ہم لوگوں کے لئے ایک عظیم سماجی واقعہ ہے، یعنی اس حادثہ کا اثر ہماری تربیت اور ہمارے افعال و عادات میں نمایاں ہے۔ یہ وہ حادثہ ہے کہ جس کے واقعات اور تعلیمات کو غور سے سننے کے لئے لاکھوں اور کروڑوں لوگ اپنے قیمتی وقت کے اربوں اور کھربوں گھنٹے صرف کرتے ہیں، بغیر اس کے کوئی انہیں اس بات پر مجبور کردے، اور لاکھوں اور کروڑوں روپے اس کام کے لئے خرچ کئے جاتے ہیں۔ اس واقعہ کو ہمیں اسی حالت میں بغیر کسی کمی و زیادتی کے قبول کرنا چاہئے اور اگر ہماری طرف سے اس واقعہ میں ذرہ برابر بھی کمی یا زیادتی ہوئی تو یہ اسے منحرف کردے گی اور اس واقعہ سے فائدہ پہنچنے کے بجائے یقیناً ہمیں نقصان ہی پہنچے گا۔

سوال نمبر: ۱۱۔ یہ بتائیں کہ جو لوگ عزاداری کی مجالس میں شرکت کرتے ہیں اور کبھی کبھی قیام عاشورا کے متعلق کہی جانے والی باتوں کے جھوٹے ہونے کا احساس کرتے ہیں، ان کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

جواب: دو بڑی ذمہ داریاں ایسے لوگوں کے کندھوں پر ہیں:

پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ نہی عن المنکر یعنی برائیوں سے روکنا سب لوگوں پر واجب ہے۔ جب آپ یہ سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں اور اکثر لوگ بھی یہ جانتے ہیں کہ کہنے والے کی یہ بات جھوٹ ہے تو اس مجلس میں بیٹھنا حرام ہے بلکہ اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا ضروری ہے۔

دوسری ذمہ داری صاحبان مجلس اور سامعین مجلس کی ہوتی ہے کہ جو مجلس پڑھنے والے سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ کربلا برپا کردے اور مجلس کو زوردار بنادے۔ مجلس پڑھنے والا بیچارہ بھی یہ سوچتا ہے کہ اگر سب کچھ سچ سچ ہی بتادوں تو مجلس میں جوش و جذبہ دیکھنے کو نہیں ملے گا اور نتیجہ میں یہ لوگ بھی دوبارہ پھر کبھی مجھے نہیں بلائیں گے، لہٰذا مجبوراً کچھ نہ کچھ اضافہ کرنا ہی پڑے گا۔ حالانکہ لوگوں کو یہ توقع اپنے ذہن و خیال سے نکال دینی چاہئے۔ انہیں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ مثلاً فلاں ذاکر کی مجلس زبردست ہوئی اور فلاں ذاکر نے کربلا برپا کردیا۔ کربلا برپا کردینے کا کیا مطلب ہے؟ آپ کو صحیح واقعات سننا چاہئیں اور بس! آپ لوگوں کو اپنی فکری سطح اور تعلیمات بڑھانی چاہئیں کہ اگر آپ کی روح کو بلندی حاصل ہوجائے، یعنی حسین بن علی علیہ السلام کی روح کے ساتھ ہم آہنگی برقرار ہوجائے اور نتیجہ میں ایک قطرہ آنسو اگرچہ مکھی کے پر کے برابر بھی کیوں نہ ہو، جاری ہوجائے اور حسین ابن علی علیہ السلام کے ساتھ آپ کی روح کی ہم آہنگی کی حالت میں اس طرح کا ایک قطرہ آنسو بھی آپ کی آنکھوں سے جاری ہوجائے تو حقیقت میں یہ آپ کے لئے ایک بہت بڑا مقام اور عظیم درجہ ہے۔ لیکن تحریفی واقعات اور دوروغ گوئی کے نتیجہ میں آنکھوں سے بہنے والے آنسو اگر سمندر

بھی ہوں تو ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

سوال نمبر: ۱۲۔ آپ کی نظر میں اتنی صدیاں گزرنے کے بعد بھی کربلا کا اصلی واقعہ کس طرح محفوظ رہا اور تحریف کا شکار نہ ہوا؟

جواب: اس حادثہ کے محفوظ رہنے اور اس کا ہدف و مقصد پہچانے جانے کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ اس حادثہ میں کافی زیادہ خطبے پڑھے گئے ہیں۔ اس زمانے میں خطبوں کی وہی حیثیت ہوتی تھی جو آج کے زمانے میں اعلامیہ کی حیثیت ہوتی ہے۔ جس طرح آج کے زمانے میں مختلف حادثات اور واقعات خاص طور پر جنگوں میں رسمی اعلامیہ صحیح تاریخی خطوط کو پہچاننے کا بہترین ذریعہ ہیں، اس زمانے میں خطبوں کا یہی کردار ہوتا تھا۔ کربلا کے واقعات کے سلسلے میں خطبے بہت زیادہ ہیں، چاہے وہ کربلا سے پہلے پڑھے گئے ہوں یا واقعہ کربلا کے دروان یا پھر اس کے بعد کوفہ، شام اور دوسری جگہوں پر اہل بیت علیہم السلام کے ذریعہ پڑھے گئے اور یہ سب خطبے پڑھنے کا حقیقی مقصد یہ تھا کہ لوگوں پر یہ بات واضح اور روشن ہو جائے کہ کربلا میں کیا گزرا! قضیہ کیا تھا اور اس کا مقصد کیا تھا؟ یہ چیز اس بات کا سبب بنی کہ واقعہ کربلا کے واقعات اور قضایا نقل ہوں اور یکے بعد دیگرے دوسری نسلوں تک منتقل ہوتے رہیں۔

سوال نمبر: ۱۳۔ کیا دشمنوں کے ناپاک عزائم کو واقعہ کربلا کی تحریف کے اسباب و عوامل میں گردانا جا سکتا ہے؟ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں؟

جواب: جی ہاں! دشمنوں کے ناپاک عزائم ہمیشہ سے ہی واقعہ کربلا کی تحریف کا ایک بڑا سبب رہے ہیں۔ دشمن اپنے اغراض و مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے تاریخ کے متن کو ہی بدل ڈالتا ہے یا کم از کم تاریخی حقائق کی نامناسب اور من گھڑت تفسیر و تاویل پیش کرتا ہے کہ جس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں اور میں ان مثالوں پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔ بس میں صرف اسی بات پر اکتفا کروں گا کہ واقعہ کربلا میں بھی یہ حربہ اپنایا گیا اور دشمنوں نے تحریک حسینی علیہ السلام میں تحریف کرنے کی جان توڑ کوشش کی۔ ٹھیک اسی طرح کہ

جس طرح دنیا کا معمول ہے کہ دشمن لوگ، مقدس تحریکوں پر لڑائی جھگڑا، فتنہ وفساد، ہرج و مرج، اختلاف وتفرقہ اور اس طرح کی جیسی چیزوں کا الزام لگاتے ہیں، حکومت بنی امیہ نے بھی تحریک حسینی علیہ السلام کو اسی طرح کا رنگ دینے کی سعی لاحاصل کی۔

سوال نمبر: ۱٤۔ بنی امیہ نے واقعہ کربلا میں تحریف کرنے کی بہت زیادہ کوشش کی، کیا آپ کی نظر میں ان کی یہ تحریفات مؤثر ثابت ہوئیں؟

جواب: آپ کو پوری دنیا میں ایک بھی ایسا مورخ یا صاحب نظر دانشور نہیں ملے گا کہ جو یہ کہہ دے کہ حسین ابن علی علیہ السلام نے نعوذ باللہ بے جا قیام کیا یا لوگوں میں اختلاف اور تفرقہ ڈالا اور وحدت اور اتحاد کو ختم کر ڈالا، جی نہیں! دشمنوں کی اس تحریف کا بالکل اثر نہیں ہوا اور دشمن واقعہ کربلا میں کسی بھی طرح کی تحریف کرنے میں کامیاب نہ ہو پایا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ واقعہ کربلا میں اگر کہیں پر تحریف ہوئی بھی ہے تو وہ دوستوں اور حسین علیہ السلام کے ماننے والوں کی طرف سے ہوئی نہ کہ دشمن کی طرف سے۔

سوال نمبر: ۱۵۔ آپ کی نظر میں کیا انسان کا افسانوی ذہن اس عظیم اور بڑے واقعہ کی تحریف کا عامل بن سکتا ہے؟

جواب: واقعہ کربلا میں رونما ہونے والی بہت ساری تحریفیں انسان کے افسانوی ذہن کی تخلیق ہیں۔ افسانہ سازی کے اس احساس سے بہت سارے بے تکے کام انجام پائے ہیں۔ ہمیں ایک مقدس دستاویز کو افسانوں کے حوالے نہیں کرنا چاہیے۔

وان لنا فی کل خلف عدولاً ینفون عنا تحریف الغالین وانتحال المبطلین

یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اپنے مقدس امور کو ان افسانہ سازوں کے پنجوں سے آزاد کرادیں۔

سوال نمبر: ۱۶۔آپ کی نظر میں کربلا جیسے عظیم واقعہ کی تحریف کا سب سے بڑا اور اہم عامل کیا ہوسکتا ہے؟

جواب: حسین ابن علی علیہ السلام کی عزاداری کا واقعی میں ایک فلسفہ ہے، حقیقت میں یہ عزاداری ایک صحیح فلسفہ اور بہت ہی عظیم اور بلند و والا فلسفہ کی حامل ہے۔ اس تحریک کے ہدف و مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے اس راہ میں جتنی بھی سعی و تلاش کی جائے، بجا ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ بعض لوگوں نے اس ہدف کو جانے اور پہچانے بغیر، بجائے اس کے کہ لوگوں کو مکتب حسین علیہ السلام سے آشنا کرائیں، قیام امام حسین علیہ السلام کا فلسفہ انہیں بتائیں اور امام حسین علیہ السلام کے مقام و منزلت کی معرفت انہیں دیدیں، یہ خیال کیا کہ بس گناہوں کے کفارے کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ لوگ آئیں اور مجلس حسینی میں شرکت کریں اور سوچے سمجھے بغیر تھوڑے آنسو بہائیں تو ان کے گناہ معاف ہوجائیں گے۔

سوال نمبر: ۱۷۔کیا آپ کی نظر میں عزاداروں کو رلانے کے لئے کسی بھی ممکنہ وسیلہ سے استفادہ کرنا تحریف کا عامل نہیں ہے؟

جواب: یہ بات کہ یہ حسینی ادارہ ایک الگ ادارہ ہے اور لوگوں کو رلانے کے لئے کسی بھی ممکنہ وسیلہ سے استفادہ کرنا صحیح ہے، یہ جھوٹا خیال اور یہ غلط توہم جعلی واقعات اور تحریف کا ایک برا سبب بنا ہے۔

سوال نمبر: ۱۸۔روضہ خوانی (ایرانی طرز پر مرثیہ خوانی) کا تاریخ کربلا کے مطالعہ کے ساتھ کون سا باہمی رابطہ ہے؟ برائے مہربانی اس سلسلہ میں وضاحت فرمائیں!

جواب: امام حسین علیہ السلام کے زمانے میں ''روضہ خوانی'' نہیں کہتے تھے۔ امام صادق علیہ السلام کے زمانے میں بھی عزادارئِ امام حسین علیہ السلام کو ''روضہ خوانی'' نہیں کہتے تھے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں بھی اسے ''روضہ خوانی'' نہیں کہتے تھے۔ اس کے بعد پھر سید مرتضی کے زمانے میں بھی ''روضہ خوانی'' نہیں کہا جاتا تھا۔

خواجہ نصیر الدین طوسی کے زمانے میں بھی روضہ خوانی نہیں کہا جاتا تھا۔ البتہ گذشتہ پانچ سو برسوں سے ہی عزاداری امام حسین علیہ السلام کو ''روضہ خوانی'' کہا جانے لگا، یعنی ''روضۃ الشہداء'' نامی ایک جھوٹی کتاب کو پڑھنا۔ جب سے یہ کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں آئی، اس کے بعد پھر کسی نے بھی امام حسین علیہ السلام کی واقعی تاریخ کا مطالعہ نہیں کیا اور پھر روضۃ الشہداء نامی کتاب کے افسانے پڑھنے کا نام عزاداری ہو گیا اور ہم (ذاکر لوگ) ''روضہ خوان'' بن گئے یعنی روضۃ الشہداء نامی کتاب پڑھنے والے یعنی افسانے پڑھنا اور لوگوں کو سنانا اور امام حسین علیہ السلام کی واقعی تاریخ کی طرف توجہ نہ کرنا۔

سوال نمبر: ۱۹۔ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ واقعہ کربلا میں کوئی مبہم اور پیچیدہ نقطہ پایا جاتا ہے؟

جواب: واقعہ کربلا میں موجود لوگوں میں سے خود امام سجاد زین العابدین علیہ السلام ہیں۔ آپ خود کربلا میں حاضر تھے اور وہاں پر رونما ہونے والے چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے واقعات کے شروع سے لے کر آخر تک چشم دید گواہ ہیں اور آپ نے وہ تمام قضایا اور واقعات نقل کئے ہیں۔ لہٰذا امام حسین علیہ السلام کی تاریخ میں کوئی مبہم اور پیچیدہ نقطہ نہیں پایا جاتا۔

سوال نمبر: ۲۰۔ حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام کو دیئے جانے والے لقب ''سقا یا ساقی'' کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: ''سقا یا ساقی'' کا لقب حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام کو پہلے ہی دیا جا چکا تھا چونکہ حضرت عباس علیہ السلام گذشتہ راتوں میں ایک دو بار دشمنوں کی صفوں کو چیر کر حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کے بچوں کے لئے پانی لانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ ایسی بات نہیں ہے کہ امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اہل حرم اور اصحاب و انصار نے تین دن تک پانی نہیں پیا۔ جی نہیں! تین دنوں سے پانی لانے پر پابندی لگی ہوئی تھی لیکن پھر بھی آپ لوگوں نے ایک دو بار پانی لانے میں کامیابی حاصل کی تھی کہ

جس سے شب عاشور کی رات قابل ذکر ہے کہ جب آپ حضرات نے غسل بھی کیا اور اپنے جسموں کو دھولیا۔

سوال نمبر: ۲۱ ۔ واقعہ کربلا کے سلسلہ میں کس طرح کی تحریفات ہوئی ہیں یا ہو سکتی ہیں؟ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں؟

جواب: میں نے پہلے ہی یہ عرض کیا کہ جب کربلا کا یہ باعظمت تاریخی واقعہ ہمارے ہاتھوں میں آیا تو لفظی تحریف کا بھی شکار ہوا، یعنی ہم لوگوں نے اپنی طرف سے اس تاریخی پیکر پر ایسی ایسی من پسند اور من گھڑت چیزیں چپکائیں کہ جن سے یہ نورانی اور باعظمت تاریخی چہرہ، تاریک اور ظلمانی ہوگیا اور اس کا خوبصورت چہرہ بگڑ گیا کہ جس کی ہم نے بعض مثالیں عرض کر دیں۔ اور افسوس کے ساتھ یہ تاریخی واقعہ ہمارے ہاتھوں معنوی تحریف کا بھی شکار ہوا کہ جو لفظی تحریف کے مقابلے میں سو گنا زیادہ خطرناک ہے۔ اور ہماری نظروں سے اس عظیم واقعہ کی عظمت اور اہمیت کے گرنے کی بھی اصل وجہ یہی معنوی تحریفات ہیں کہ جو لفظی تحریفات سے کہیں زیادہ برا اثر ڈالتی ہیں۔

سوال نمبر: ۲۲ ۔ آپ کی نظر میں ایک تاریخی حادثہ کس طرح تحریف کا شکار ہوتا ہے؟

جواب: تمام تاریخی حادثات اور واقعات ایک طرف سے اسباب وعوامل اور محرکات کے حامل ہوتے ہیں اور دوسری طرف سے یہ کسی خاص ہدف اور مقصد کے تحت واقع ہوتے ہیں۔ ایک تاریخی واقعہ کے تحریف کا شکار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو اس کے عوامل اور محرکات کو بدل کر پیش کیا جائے اور یا اس کے اہدف ومقاصد کی وہ تفسیر و تاویل کی جائے کہ جو حقیقت کے خلاف ہو۔

سوال نمبر: ۲۳ ۔ کیا آپ کی نظر میں ہم عقیدت مند شیعہ لوگ قیام امام حسین علیہ السلام کے اسباب وعوامل اور اہداف ومقاصد کو صحیح طور پر سمجھے ہیں کہ نہیں؟

جواب: عاشورا کے تاریخی واقعہ میں، جو ایک طرف کچھ عوامل ومحرکات کا حامل

اور دوسری طرف کچھ بلند و بالا اہداف و مقاصد پر مشتمل ہے، مسلمانوں اور خاص طور پر ہم شیعان حسین ابن علی علیہ السلام نے تحریف کر ڈالی۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح معاویہ ابن ابوسفیان نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جملہ کی تحریف کی کہ جو آپ نے عمار بن یاسر کے متعلق فرمایا تھا کہ:

''قتلك الفئة الباغيه''

ایک باغی جماعت تمہیں قتل کر ڈالے گی۔

یعنی امام حسین علیہ السلام کے قیام کا کچھ اور سبب تھا اور ہم نے کچھ اور تراشا۔ امام حسین علیہ السلام کا مقصد اور ہدف کچھ اور تھا اور ہم نے اپنی طرف سے اس نہضت کا کچھ اور ہی ہدف اور مقصد تراشا۔

سوال نمبر: ۲٤۔ کیا آپ کی نظر میں قیام عاشورا ایک مقدس تحریک ہے؟

جواب: کسی مقدس تحریک کی پہلی ہی شرط یہ ہے کہ اس کا ہدف اور مقصد ذاتی اور انفرادی نہ ہو بلکہ عمومی، سماجی اور انسانی اہداف و مقاصد کی حامل ہو۔ کبھی کوئی شخص کوئی تحریک اٹھاتا ہے لیکن وہ یہ سب اپنی ذات اور شخصیت کے لئے کرتا ہے لیکن اس کے برعکس کبھی کوئی شخص ایک سماج کی خاطر، انسانیت کی خاطر، حقیقت کی خاطر، حق کی خاطر، توحید کی خاطر، عدالت اور برابری کی خاطر قیام کرتا ہے اور تحریک اٹھاتا ہے، وہ اپنے لئے نہیں اٹھتا بلکہ تمام انسانوں کی خاطر قیام کرتا ہے۔ اور جب وہ تحریک اٹھاتا ہے تو پھر وہ ایک فرد کی حیثیت سے نہیں ہوتا بلکہ پوری ایک امت اور قوم ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس دنیا میں جن افراد کے حرکات وسکنات، افعال و کردار اور تحریکیں ذاتی اور انفرادی نہیں ہوتیں بلکہ پوری بشریت کے لئے ہوتی ہیں، انسانیت کے لئے ہوتی ہیں، حق و عدالت اور مساوات کے لئے ہوتی ہیں، توحید، خداشناسی اور ایمان کے لئے ہوتی ہیں، دنیا کے تمام لوگ انہیں پسند کرتے اور انہیں دوست رکھتے ہیں۔

سوال نمبر: ۲۵۔ حدیث ''حسین منی وانا من الحسین'' ''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے'' کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: سب لوگ کہتے ہیں کہ: ''حسین منی و انا من حسین'' ٹھیک اسی طرح کہ جس طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ''حسین منی و انا من الحسین''، لیکن ہم اس طرح کہتے ہیں کہ:

''حسین منا و نحن من الحسین''

(حسین ہم سب سے ہیں اور ہم سب حسین سے) کیوں ہم ایسا کہتے ہیں؟

کیونکہ امام حسین علیہ السلام نے ٦١ ھ میں یعنی تقریباً چودہ سو سال پہلے ہمارے لئے اور پوری دنیا کے انسانوں کے لئے قیام کیا۔ آپ کا قیام مقدس اور پاک تھا اور ذاتی اغراض و شخصی مفادات سے بالاتر تھا۔

سوال نمبر: ۲۶۔ آپ کی نظر میں کسی تحریک کے مقدس ہونے کی دوسری شرط کیا ہوسکتی ہے؟

جواب: کسی قیام کے مقدس ہونے کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ قیام صحیح سوچ وتدبیر اور مضبوط بینش و بصیرت کے ہمراہ ہو۔ ممکن ہے آپ پوچھیں گے کہ اس کا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی ایسا وقت آتا ہے کہ جب ایک قوم، ایک معاشرہ اور لوگ سب کے سب غفلت اور نا آگاہی میں پڑے رہتے ہیں، نہیں سمجھتے، جاہل ہوتے ہیں اور ایسے حالات میں کوئی شخص اٹھتا ہے کہ جو درک و فہم، سوچ و تدبیر اور بینش و بصیرت کے لحاظ سے سب لوگوں سے ممتاز ہوتا ہے اور لوگوں کے درد و رنج کو سوگنا ان سے بہتر سمجھتا ہے۔ ایسے حالات میں جب دوسرے لوگ کچھ نہیں سمجھتے اور کسی چیز کو درک نہیں کرتے اور ظاہری حالات کو بھی صحیح طور پر نہیں سمجھ پاتے اور دوسرے الفاظ میں یہ کہ جہاں لوگ آئینہ میں بھی کچھ نہیں دیکھ پاتے وہاں یہ شخص کچے اینٹ میں ہی سب کچھ دیکھ لیتا ہے اور قیام کرتا اور تحریک اٹھاتا ہے۔

سوال نمبر: ۲۷ ۔کیا اس زمانے کے لوگ یزید کو اچھی طرح پہچانتے تھے؟

جواب: یہ آج کا ہی وقت ہے کہ جو ہم لوگ اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں کہ یزید کا کیا مطلب ہے، معاویہ نے کیا کیا؟، اور بنی امیہ کا کیا نقشہ تھا، لیکن اس زمانے کے ننانوے فیصدی لوگ یہ سب نہیں سمجھ پاتے تھے اور خاص طور پر اُس زمانے میں آج کے معلوماتی اور ارتباطی وسائل بھی موجود نہیں تھے کہ جس سے وہ آگاہ ہوجاتے ۔ وہی مدینہ کے لوگ یہ سب نہیں سمجھ پاتے تھے اور انہوں نے تب سمجھا کہ یزید کون تھا اور یزید کی خلافت کیا چیز تھی کہ جب حسین ابن علی علیہ السلام کو قتل کردیا گیا۔ اور جب حسین ابن علی علیہ السلام شہید کر دیئے گئے تو ایک بار انہیں ہوش آیا کہ حسین ابن علی علیہ السلام کیوں قتل کر دئے گئے؟

سوال نمبر: ۲۸ ۔تحریک عاشورا جیسی ایک مقدس تحریک کی تیسری شرط کیا ہوسکتی ہے؟

جواب: کسی تحریک کے مقدس ہونے کی تیسری شرط یہ ہے کہ تحریک منحصر بہ فرد ہو، یعنی ایک ایسی روشنی ہو جو ایک مکمل تاریکی میں چمک اٹھے، ایک ایسی صدا ہو جو خاموشی کو توڑ دے، ایک ایسی حرکت ہو جو مکمل سکون وسکوت کو ختم کردے، یعنی ایسے حالات میں کہ جہاں مکمل طور پر گھٹن کا ماحول سایہ فگن ہو، لوگوں میں زبان کھولنے کی جرأت نہ ہو اور گھٹا ٹوپ اندھیرا، مکمل ناامیدی اور مایوسی، ہو کا عالم اور نہایت خاموشی اور مکمل سکوت اور سکون کا ماحول ہو، ایک مرتبہ ایک شخص کھڑا ہوتا ہے، قیام کرتا ہے، ان خاموشیوں کو توڑ دیتا ہے، سکون وقرار ختم کردیتا ہے، ایک حرکت کرتا ہے، روشنی میں بدل جاتا ہے اور تاریکیوں اور ظلمتوں کو چیر دیتا ہے اور ایسے میں دوسرے لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہولیتے ہیں۔ کیا قیام امام حسین علیہ السلام بھی ایسا ہی تھا یا نہیں؟ بیشک ایسا ہی تھا۔

سوال نمبر: ۲۹ ۔آپ کی نظر میں واقعہ کربلا میں ہونے والی معنوی تحریف کی کی وجہ ہے؟

جواب: امام حسین علیہ السلام نے پوری صراحت کے ساتھ فرمایا کہ: اسلام ایک ایسا دین ہے کہ جو کسی بھی مومن کو (یہ نہیں فرمایا کہ کسی بھی امام کو) اس بات کی

اجازت نہیں دیتا کہ وہ ظلم وستم اور گناہوں اور برائیوں کے مقابلے میں بے پرواہ رہے۔ امام حسین علیہ السلام نے ایک ''مکتب'' کو وجود دیا لیکن اسلام کے ''عملی مکتب'' کو۔ آپ کا مکتب وہی ''مکتب اسلام'' ہے لیکن اسلام نے بیان کیا اور حسین علیہ السلام نے عمل کیا۔ پہلے نمبر پر ہر کسی سے بڑھ کر آپ نے اسلام پر عمل کیا۔ ''اسلام کے عملی مکتب'' کی ہم نے بڑی مہارت کے ساتھ تحریف کی تا کہ ہم اس واقعہ کو ''مکتب ہونے'' سے نکال دیں کہ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ پیروی کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔ کیونکہ جب ''مکتب ہونے'' سے خارج ہو گیا تو پیروی اور اتباع کے قابل نہیں رہے گا۔ جب پیروی کے قابل نہیں رہے گا تو پھر ایسی صورت میں کربلا سے استفادہ کرنا بھی ناممکن ہو جائے گا۔

سوال نمبر: ۳۰۔ کچھ لوگوں کا ماننا ہے کہ خون امام حسین علیہ السلام ضائع ہو گیا ہے، آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟

جواب: حسین ابن علی علیہ السلام بے گناہ قتل کر دیئے گئے اور ظالم لوگوں کے ہاتھوں مارے گئے لیکن کون کہتا ہے کہ حسین ابن علی علیہ السلام ضائع ہو گئے؟! یہ کس نے کہا کہ خون حسین ابن علی علیہ السلام ضائع ہو گیا؟ اگر آپ پوری دنیا میں کسی ایک ایسے انسان کو تلاش کریں گے کہ جس نے اپنے خون کا ایک قطرہ بھی ضائع ہونے نہ دیا، وہ حسین ابن علی علیہ السلام ہیں۔ آپ اگر پوری دنیا میں کسی ایک ایسے انسان کی تلاش کریں گے کہ جس کی شخصیت ذرہ برابر ضائع نہ ہوئی، تو وہ حسین بن علی علیہ السلام ہیں۔

سوال نمبر: ۳۱۔ آپ کی نظر میں امام حسین علیہ السلام کے غم میں مومنین کے آنسو بہانے کی کس قدر اہمیت ہے؟

جواب: جو آنسو ہم امام حسین علیہ السلام کے غم میں بہاتے ہیں، جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا، اگر وہ ان کے ساتھ ہماری روح کی ہم آہنگی کی راہ میں ہو اور ہماری روح، روح امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ایک مختصر سی پرواز کر جائے، ان کی ہمت، غیرت، حریت، ایمان، تقویٰ اور توحید کا ایک ذرہ بھی ہمارے اندر چمک اٹھے اور اس طرح کے آنسو ہماری

آنکھوں سے جاری ہو جائیں تو ان آنسوؤں کی جتنی بھی آپ قیمت لگائیں گے، کم ہے۔ اگر کوئی کہیں کہ ایک مکھی کے پر کے برابر آنسوؤں کی قدر و قیمت ایک دنیا سے بھی بڑھ کر ہے تو یقین کریں کہ صحیح کہا ہے، لیکن یہ وہ آنسو ہونے چاہئیں جو امام حسین علیہ السلام کی عظمت اور شخصیت کو بڑھائیں نہ کہ وہ آنسو جو حسین علیہ السلام کو ضائع کردیں۔

سوال نمبر: ۳۲۔آپ کی نظر میں حسین ابن علی علیہ السلام کا اپنے جدامجد کے ساتھ کیا رابطہ برقرار ہے؟

جواب: علی علیہ السلام جیسا کوئی بھی شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفیق و ہمدم نہیں رہا ہے اور آپ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ بڑے ہوئے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی بھی شخص علی علیہ السلام جیسا ایمان نہیں لایا اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے علی علیہ السلام جیسا فداکار کوئی بھی شخص نہیں تھا۔ یہ خود اپنی جگہ پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق وسچائی پر سب سے بڑی دلیل ہے۔

حسین علیہ السلام اسی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں اور جب آپ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلیمات پر اپنے ایمان کا مظاہرہ کرتے ہیں تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی جلوہ گر ہوتے ہیں اور گویا وہ خود اس عالم میں ظاہر ہوتے ہیں۔

سوال نمبر: ۳۳۔آپ کی نظر میں کربلا کو کیوں زندہ رکھنا چاہئے؟

جواب: اس طرح کے واقعہ کو ضرور زندہ رکھا جانا چاہئے۔ یہ ایسا واقعہ ہے کہ جس میں بہتّر لوگوں کی ایک چھوٹی سی جماعت نے نفسیاتی طور پر تیس ہزار لوگوں کے لشکر کو شکست دے دی۔ کس طرح انہوں نے ان لوگوں کو شکست دیدی؟ پہلی بات یہ ہے کہ باوجود اس کے یہ لوگ اقلیّت میں تھے اور ان لوگوں کا مارا جانا قطعی تھا، پھر بھی ان لوگوں میں سے ایک آدمی بھی دشمن کے ساتھ جا نہ ملا۔ لیکن اس تیس ہزاری لشکر میں سے بہت سے لوگ ان کے ساتھ ملحق ہو گئے اور ان میں سے ان کا ایک کمانڈر اور سپہ سالار ''حر ابن یزید ریاحی'' اور دیگر تیس لوگ بھی ہیں۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان

لوگوں نے نفسیاتی طور پر جنگ جیت لی اور یزیدی لشکر ہار گیا۔

سوال نمبر: ۳٤۔ کربلا کے عظیم واقعہ میں ہمیشہ تحریف کا خطرہ موجود ہے، آپ اس خطرہ کو کس حد تک دیکھتے ہیں؟

جواب: تحریف کا خطرہ بہت زیادہ ہے۔ تحریف ایک ایسی بالواسطہ ضرب ہے کہ جو براہ راست ضرب سے بھی کاری ہوتی ہے۔ اگر کسی کتاب میں لفظی یا معنوی تحریف ہو جائے اور وہ کتاب، ہدایت کی کتاب ہو تو وہ گمراہی کی کتاب میں تبدیل ہو جاتی ہے، اگر وہ کتاب سعادت کی کتاب ہو تو شقاوت اور بدبختی میں بدل جاتی ہے، اگر وہ کتاب انسان کو معراج پر لے جانے والی کتاب ہو تو تحریف کی صورت میں وہ اسے انسانی درجہ سے بھی گرا دیتی ہے۔ بنیادی طور پر وہ پوری حقیقت کو ہی بدل ڈالتی ہے اور نہ صرف یہ کہ تحریف اسے بے فائدہ بنا دیتی ہے بلکہ اسے الٹا اثر بخشتی ہے۔

سوال نمبر: ۳۵۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ:

"آفۃ الدین ثلاثۃ: فقیہ فاجر، امام جائر، مجتہد جاہل" تین چیزیں دین کے لئے آفت ہیں: ۱۔ بدکار دانشور۔ ۲۔ ظالم رہبر۔ ۳۔ جاہل مقدس مآب۔ اس حدیث کے بارے میں تھوڑی وضاحت فرمائیں!

جواب: دین، آئین اور مذہب کی اپنی مخصوص آفتیں ہوتی ہیں۔ تحریف کی دونوں قسمیں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمائے ہوئے تین قسم کے لوگوں سے وجود میں آتی ہے، بدکار دانشور، ظالم رہبر اور جاہل مقدس مآب۔ تحریف، دین کی آفت ہے اور دین کو کھا جاتی ہے۔ دین کو خار دار کیڑے تو نہیں کھاتے۔ دین کو گھن اور ٹڈی تو نہیں کھاتے بلکہ دین کو اگر کوئی چیز ختم کر دیتی ہے تو وہ تحریف ہے۔ کیونکہ یہ موضوع ہی کو بدل ڈالتی ہے اور لوگ اسے حقیقت کے نام پر قبول کرتے ہیں اور نتیجہ برعکس ہوتا ہے۔

سوال نمبر: ۳٦۔ عاشورا کے سبق آموز رزم و پیکار کے تئیں ہمارا کیا وظیفہ بنتا ہے؟

جواب: ہماری تاریخ اور سبق آموز تواریخ ہماری اخلاقی دستاویز ہیں، ہماری

سماجی تربیت کی سند ہے، جیسے عاشورا کے تاریخی واقعہ میں ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ کیسی کیسی تحریفیں ایجاد ہوئی ہیں۔ اور پھر ہمیں ان تحریفوں کے ساتھ مقابلہ کرنا ہوگا اور ان کے خلاف جدوجہد کرنی ہوگی۔

سوال نمبر: ۳۷۔ آپ کی نظر میں لوگوں کے ذریعہ برپا ہونے والی عزادری امام حسین علیہ السلام کی مجلسوں میں کیا کمی اور کمزوری پائی جاتی ہے؟

جواب: ایک کمزوری یہ ہے کہ صاحبان مجلس بھی یعنی مجلس منعقد کرنے والے حضرات چاہے کسی مسجد یا امام باڑے میں مجلس برپا کریں یا گھر پر اور خاص طور پر گھر پر منعقد ہونے والی مجلسوں میں، اور سامعین بھی مجلس میں زیادہ سے زیادہ مجمع کے خواہاں ہوتے ہیں اور جہاں تک میں نے خود تجربہ کیا ہے، اس میں کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔

سوال نمبر: ۳۸۔ کیا عزارای کی مجلسوں میں زبردست شوروغل اور جوش وولولہ پیدا کرنا صحیح ہے یا یہ کہ مجلسوں کو باہدف اور بامقصد ہونا چاہئے؟

جواب: عزاداری کی مجلسوں میں لوگوں کی دوسری کمزوری جوش وولولہ اور شوروغل برپا کرنا ہے کہ جو خوش قسمتی سے اب کم ہوگیا ہے۔ ہوتا تو یہ ہے کہ مجلس پڑھنے والے کو آخر میں ضرور مصائب کربلا کا ذکر کرنا ہوگا اور اس ذکر مصائب میں لوگوں کا آنسو بہانا ہی کافی نہیں مانا جاتا، بلکہ اتنا شوروغل اور واویلا برپا ہونا چاہئے کہ مجلس اپنی جگہ سے اکھڑ جائے اور معلوم ہو جائے کہ مجلس برپا ہوئی ہے۔ میں نہیں کہتا کہ یہ سب نہیں ہونا چاہئے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ سب ہمارا ہدف اور مقصد نہیں ہونا چاہئے۔

سوال نمبر: ۳۹۔ آپ کی نظر میں دور حاضر کے "مادی مکاتب" کا اسلام کے ساتھ کیا فرق ہے؟

جواب: ایک وہ جگہ کہ جہاں مکتب اسلام کا راستہ آج کل کے مادی مکاتب کے راستے سے جدا ہوتا ہے، یہ ہے کہ آج کل کے یہ مادی مکاتب کچھ خاص جدلی (Diale ti) اصولوں کے تحت یہ کہتے ہیں کہ متضاد چیزوں کو اور شدت بخشو، بے چینی

اور اضطراب کو اور زیادہ کردو، شگافوں کو اور گہرا کردو اور حقیقی اصطلاحات اور محاوروں کی بھی مخالفت کردو تاکہ معاشرہ میں ایک مبہم انقلاب (نہ کہ آگاہ انقلاب) آجائے۔

اسلام دھماکہ دار انقلاب کی ذرّہ برابر حمایت نہیں کرتا۔ بلکہ اسلام کا انقلاب سو فیصد آگاہی کے ساتھ، عزم و ارادہ، انتخاب اور مکمل ہوشیاری کا حامل ہوتا ہے۔

سوال نمبر: ۴۰۔ کیا امام حسین علیہ السلام کی حرکت اس دباؤ کا نتیجہ تھی کہ جو معاویہ کے زمانے سے ہی آپ کے خاندان پر جاری تھا اور یزید کے برسر اقتدار آنے کے بعد جب آپ تنگ آگئے تو کہا کہ اب جو ہو جائے سو، اور یکدم دھماکہ دار انقلاب برپا کردیا؟

جواب: خود امام حسین علیہ السلام کے فرمودات کہ جو نہ صرف اس تحریک اور قیام کے آغاز سے بلکہ جو معاویہ کے مرنے کے بعد ہی سے شروع ہوتے ہیں اور وہ خطوط کہ جن کا آپ اور معاویہ کے درمیان تبادلہ ہوتا ہے، وہ تقریریں کہ جو آپ نے مختلف جگہوں پر کیں کہ جن میں سے آپ کی وہ مشہور و معروف تقریر قابل ذکر ہے جو میدان منیٰ میں اصحاب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمع کرکے آپ نے کی اور جو "تحف العقول" نامی کتاب میں کافی تفصیل کے ساتھ درج کی گئی ہے اور آپ کی ایک شاندار تقریر مانی جاتی ہے، یہ سب چیزیں اس بات پر دلیل ہیں کہ یہ قیام اور یہ تحریک مکمل آگاہی اور ہوشیاری کے ساتھ اٹھی ہے، یہ انقلاب ہے نہ کہ دھماکہ یہ انقلاب ایک اسلامی انقلاب ہے نہ دھماکہ۔

سوال نمبر: ۴۱۔ امام حسین علیہ السلام ہر موقع پر اپنے اصحاب کو کیوں رخصت کرنا چاہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے تم لوگوں پر سے اپنی بیعت اٹھالی ہے؟

جواب: جو رہبر اور لیڈر لوگوں کی ناراضگی اور ناخوشی سے استفادہ کرنا چاہتا ہو وہ کبھی بھی اس طرح کا کام نہیں کرتا اور مسلسل انہیں شرعی تکلیف کی یاد دہانی کرتا ہے اور لوگوں کو اس پر اکساتا ہے، حالانکہ یہاں پر واقعی میں شرعی تکلیف اور وظیفہ تھا اور امام حسین علیہ السلام نے بھی اس کی یاد دہانی کرانے میں تغافل سے کام نہیں لیا لیکن آپ یہ

چاہتے تھے کہ آپ کے اصحاب وانصار پوری آزادی اور آگاہی کے ساتھ اس شرعی ذمہ داری کو انجام دیں۔

سوال نمبر: ٤٢ ۔کیا آپ کی نظر میں قیام امام حسین علیہ السلام سماجی نقطۂ نظر سے یک پہلوئی چیز ہے؟

جواب: ایک سماجی کام چند ماہیت کا ہوسکتا ہے۔ اتفاق سے قیام امام حسین علیہ السلام بھی انہیں کاموں میں سے ایک ہے کہ جو چند پہلوؤں کا حامل ہوتے ہیں کیونکہ مختلف اسباب وعوامل اس میں دخیل ہیں۔ مثال کے طور پر کبھی ایک تحریک ردعمل اور احتجاج کی بنیاد پر اٹھتی ہے یعنی اس میں صرف ردعمل کا پہلو ہوتا ہے۔ اسی طرح کبھی ایک تحریک شروعات کا پہلو رکھتی ہے اور کسی چیز کا آغاز کرتی ہے۔ اور پھر جب ایک تحریک ردعمل کا پہلو رکھتی ہے تو یہ منفی ردعمل کی صورت میں کسی تحریک یا فکر کے مقابلہ میں بھی ہو سکتی ہے یا مثبت ردعمل کی صورت میں بھی کسی تحریک یا فکر کے مقابلہ میں اٹھ سکتی ہے۔ یہ سب چیزیں امام حسین علیہ السلام میں پائی جاتی ہیں اور اسی لئے یہ تحریک اور یہ قیام چند پہلوؤں اور ماہیتوں کی حامل تحریک ہے۔

سوال نمبر: ٤٣ ۔آپ کی نظر میں اگر امام حسین علیہ السلام کوفہ کے لوگوں کی دعوت پر لبیک نہ کہتے تو آج ہم کیا کہتے؟

جواب: امام حسین علیہ السلام کی مدینہ سے روانگی پر ہی یہ بات صاف عیاں تھی کہ آپ کوفہ کے لوگوں کو اس تحریک کی حمایت پر آمادہ نہیں دیکھتے تھے اور انہیں سست اصولوں والے اور وحشت زدہ سمجھتے تھے۔

بہر حال! تاریخ کا کیا جواب دیدیتے؟ امام حسین علیہ السلام اگر کوفہ کے لوگوں کی دعوت پر توجہ نہ دیتے تو ہم اور آپ جو آج یہاں پر بیٹھے ہیں، یقینا یہی کہتے کہ: امام حسین علیہ السلام نے کیوں ان لوگوں کو مثبت جواب نہیں دیا۔

سوال نمبر: ٤٤۔ کربلا کے شہیدوں کا ہمارے لئے کیا پیغام ہے؟

جواب: امام حسین علیہ السلام نے چلتے پھرتے ہوا کے صفحہ پر اپنا پیغام درج کر دیا، اور چونکہ یہ خون اور سرخی کے ہمراہ تھا لہٰذا ہمارے دلوں میں حک ہوگیا۔ آج آپ عرب وعجم کے لاکھوں اور کروڑوں افراد کو دیکھتے ہیں کہ جو امام حسین علیہ السلام کا یہ پیغام اچھی طرح جانتے ہیں کہ:

انی لا اری الموت الا سعادة ولا الحیوة مع الظالمین الا برما

میں موت کو سعادت اور اس کے برعکس ظالموں کے ساتھ زندگی کو ذلت و رسوائی سمجھتا ہوں۔

جہاں انسان کو ذلت و رسوائی کی زندگی کرنا پڑے گی، جہاں انسان کو ظالم اور جابر کے ساتھ رہ کر زندگی کرنا پڑے گی، جہاں انسان کی زندگی صرف کھانے، پینے، سونے اور ذلت و رسوائی کو برداشت کرنے ہی سے عبارت ہو تو ایسی زندگی سے ہزار گنا موت بہتر ہے۔ اور یہ ایک شہید کا پیغام ہے۔

سوال نمبر: ٤٥۔ آپ کی نظر میں امام حسین علیہ السلام نے کس مقصد کے تحت محرم کے ان ہی چند ایام میں دوسرے لوگوں کو اپنے ہمراہ آنے کی دعوت دی؟ اور نیز یہ کہ کربلا میں گھر والوں کو ساتھ لے جانے کی کیا مصلحت تھی؟

جواب: امام حسین علیہ السلام کیوں شب عاشور حبیب ابن مظاہر اسدی کو بھیجتے ہیں کہ جاؤ شاید بنی اسد میں سے کچھ افراد کو ہمارا ساتھ دینے کے لئے تیار کر سکو! آپ کی نظر میں بنی اسد قبیلہ کے افراد کی تعداد ہی کتنی تھی؟ فرض کریں کہ حبیب ابن مظاہر نے سو افراد کو تیار کر لیا، تو یہ افراد اس تیس ہزار کے لشکر کے مقابلہ میں کیا کچھ کر سکتے تھے؟ کیا یہ لوگ متوقع حالات کو بدل سکتے تھے؟ ہرگز نہیں! امام حسین علیہ السلام اس منطق کہ جو منطق ہجوم، منطق شہید اور منطق انقلاب تھی، کے تحت اس مسئلہ کے دائرہ کو پھیلانا چاہتے تھے۔

آپ کے اپنے گھر والوں کو اپنے ہمراہ لانے کی مصلحتیں بھی یہی تھی کہ اس پیغام کا کچھ حصہ لوگوں تک پہنچانے کی ذمہ داری آپ کے خاندان پر بھی تھی۔

سوال نمبر: ٤٦ ۔آپ کی نظر میں قیام امام حسین علیہ السلام کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

جواب: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نے قیام حسینی علیہ السلام کو قدر و قیمت اور اہمیت بخشی، لیکن کیا امام حسین علیہ السلام نے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اہمیت بخشی؟ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نے قیام حسینی علیہ السلام کو اپنے اوج پر پہنچایا، لیکن امام حسین علیہ السلام نے اس اصول کو اس طرح اپنایا کہ اس اصول کی شان اور عظمت دوبالا ہوگئی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سر پر آپ نے افتخار اور سربلندی کا تاج رکھ دیا۔

سوال نمبر: ٤٧ ۔کیا آپ کی نظر میں واقعہ عاشورا کی ماہیت اور حقیقت اس زمانے کو لوگوں کے لئے پوری طرح مشخص اور معلوم تھی؟

جواب: کبھی ایک واقعہ پیش آتا ہے کہ جسے لوگ معمولی سمجھتے ہیں لیکن کچھ مدت گزرنے کے بعد آہستہ آہستہ اس واقعہ کے مختلف پہلو، اور گہرائیاں اور اس کی اہمیت وعظمت بہتر انداز میں سمجھ میں آتی ہے، واقعہ عاشورا بھی اسی طرح کا ایک واقعہ ہے، ٹھیک اسی طرح کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کے مرنے کے بعد اسے اچھی طرح پہچانا جاتا ہے، یا کوئی اچھی تخلیق (جیسے کوئی کتاب، مدرسہ، لائبریری وغیرہ) وجود میں آتی ہے لیکن برسوں بعد اس کی قدر و قیمت اور اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

عام طور پر جب ایک سماجی واقعہ پیش آتا ہے، مدتوں بعد اس کی حقیقت اور ماہیت ٹھیک طرح سے معلوم ہوتی ہے اور اس کی قدر و قیمت اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، بلکہ بعض واقعات کی ماہیت اور حقیقت کو صحیح اور حقیقی طور پر سمجھنے اور جاننے کے لئے شاید ایک ہزار سال کا وقت درکار ہوتا ہے کہ اس طرح کے واقعات کا ایک مصداق بھی واقعہ عاشورا ہی ہے۔

سوال نمبر: ٤٨ ۔کیا امام حسین علیہ اسلام نے اپنی تحریک میں ''نعرۃ'' کا استعمال کیا؟

جواب: حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ السلام نے روز عاشورا پر بہت سارے نعرے دیئے ہیں کہ جن میں سے آپ نے اپنی تحریک اور اپنے قیام کی روح اور حقیقت مشخص کر دی ہے کہ میں کیوں جنگ کر رہا ہوں؟ میں کیوں ہتھیار نہیں ڈالتا؟ میں کیوں اپنے خون کا ایک ایک قطرہ بہانے کربلا آیا ہوں؟ افسوس یہ کہ ہم شیعوں نے ان نعروں کو فراموش کر دیا ہے اور ان کے بدلے (اپنی طرف سے) دوسرے نعرے دینے لگے ہیں کہ جو ہرگز حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ السلام کی تحریک اور قیام کی روح اور حقیقت کی عکاسی نہیں کرسکتی!

سوال نمبر: ٤٩ ۔ برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ دنیا کے دوسرے ادیان و مذاہب کے پیروں کاروں کے تئیں ہم شیعوں کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: ایک شیعہ کی ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ کسی اہل سنّت یا اس سے بھی بڑھ کر ایک عیسائی یا ایک یہودی یا ایک لا مذہب اور بے دین شخص سے روبرو ہو اور وہ اسے پوچھے کہ تم جو اس تاسوعا اور عاشورا (نو اور دس محرم) کو اپنے تمام کام کاج بند کرتے ہو اور مسجدوں اور امام باڑوں میں جمع ہوتے ہو، جلوس نکالتے ہو، سینہ پیٹتے اور ماتم کرتے ہو، زنجیریں (چھری کے بغیر صرف hain آہنی زنجیریں لگاتے ہو) روتے اور چلّاتے ہو اور فریاد لگاتے ہو، تو یہ سب کیوں کر رہے ہو؟ تم لوگ کہنا کیا چاہتے ہو؟ تمہاری مانگیں کیا ہیں؟ تو ایسے موقع پر یہ شیعہ جواب دے سکے کہ ہم یہ سب کیوں کر رہے ہیں اور ہمارا پیغام کیا ہے! حضرت اباعبد اللہ الحسین علیہ السلام کربلا میں صرف جنگ کرنے اور شہید ہونے کے لئے نہیں آئے بلکہ ان کا ایک ہدف اور مقصد تھا کہ جسے انہوں نے اس تحریک اور قیام کے دوران بار بار بیان کیا ہے۔

سوال نمبر: ۵۰۔ برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ واقعہ عاشورا کے تئیں ہم شیعوں کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: ہم شیعوں کو عاشور کے دن امام حسین علیہ السلام کے دیئے ہوئے ان تمام نعروں کو اپنانا چاہیے۔ کیونکہ ان ہی نعروں نے اسلام کو زندہ کردیا، تشیّع کو زندہ کردیا اور خلافت بنی امیّہ کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں کہ اگر قیام ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام نہ ہوا ہوتا تو بنی عباس نے اگر پانچ سو سال تک خلافت وحکومت کی، بنی امیّہ کہ جو عبداللہ علائینی اور دیگر دوسرے افراد کے بقول پوری اسلامی دنیا کی تقدیر پر غلبہ پانے کے لئے پوری تیاری اور پروگرام کے ساتھ آئے تھے، شاید ایک ہزار سال تک حکومت کرتے۔ لیکن کس ہدف اور مقصد کے تحت؟ اس لئے تا کہ حالات کو قبل از اسلام کے حالات کی طرف پلٹا سکیں اور یہ کام اسلام کا لباس پہن کر ہی انجام دینا چاہتے تھے۔ اس درمیان یہ حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام کے نعرے اور پکار تھے کہ جنہوں نے اس پردہ کو ان کے چہرے سے ہٹا دیا اور ان کے بدن سے ان کا اسلامی لباس اتار کر ان کی اصلی حقیقت سب پر عیاں کردی۔

سوال ۵۱: آپ کی نظر میں عاشورا میں کتنی طرح کے نعرے دیئے گئے؟

جواب: عاشورا میں ہم دو طرح کے نعرے دیکھتے ہیں: ایک وہ نعرہ ہے کہ جس میں ایک شخص کا تعارف اور اس کی شناخت بیان کی گئی ہے اور اس کے علاوہ اس نعرہ میں اور کچھ نہیں ملتا۔ لیکن عاشورا کے اکثر و بیشتر نعرے ایسے ہیں کہ جن میں ایک فرد کی شناخت اور اس کے تعارف کے ساتھ ساتھ اس کی فکر کی بھی عکاسی کی گئی ہے، اس کے جذبات کو بھی بیان کی گیا ہے، اس کے نظریات اور خیالات کا بھی اظہار کیا گیا ہے اور اس طرح کے نعرے ہمیں عاشورا میں زیادہ سے زیادہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ دونوں طرح کے نعرے عاشورا میں دکھائی دیتے ہیں۔

سوال ۵۲ : کیا معتبر ذرائع اور مصیبت کی کتابوں (مقتل) میں امام حسین علیہ السلام کی پیاس کی حد بیان کی گئی ہے؟

جواب: روایت میں ہے کہ: ''**یحول بینه و بین السماء العطش**'' یعنی حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام کی پیاس اس قدر شدید تھی کہ جب آپ آسمان کی طرف نگاہ ڈال کر دیکھتے تھے تو کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ یہ کوئی مذاق کی بات نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک میں نے مقاتل (مصیبت) کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا کہا ہوا یہ جملہ دیکھنے کی کوشش کی کہ ''**اسقونی شربةً من الماء**'' یعنی لشکر یزید سے مخاطب ہو کر کہا کہ مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دو، تو مجھے یہ جملہ نہیں ملا۔ امام حسین علیہ السلام جیسی شخصیت ایسی نہیں تھی کہ جوان لوگوں سے آپ پانی مانگتے۔ صرف ایک جگہ پر اس طرح آیا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام لشکر دشمن پر حملہ کرتے تھے ''**وهو یطلب الماء**'' اور پانی کی تلاش میں تھے لیکن قرائن اور دلائل یہ بتاتے ہیں کہ اس جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام نہر علقمہ کی طرف جا کر پانی حاصل کرنا چاہتے تھے نہ کہ لوگوں سے پانی مانگ رہے تھے۔

سوال ۵۳ : آپ نوحہ خوانی، سینہ زنی اور زنجیر زنی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: میں نوحہ خوانی، سینہ زنی اور زنجیر زنی (چھری کے بغیر صرف hain) کی حمایت کرتا ہوں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ہمارا نعرہ، حسینی نعرہ ہو نہ کہ من گھڑت اور من پسند نعرہ۔ ''اے میرے نوجوان اکبر، اے میرے نوجوان اکبر'' حسینی نعرہ نہیں ہے بلکہ حسینی نعرہ یہ ہے کہ ہم زور دار فریاد لگائیں کہ:

الا ترون ان الحق لا یعمل به وان الباطل لا یتناهی
عنه لیرغب المومن فی لقاء الله محقاً

اے لوگو! کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور
باطل سے کوئی منع نہیں کر رہا ہے؟ ایسے حالات میں مومن کو (یہ نہیں

کہا حسین یا امام کو) اپنے پروردگار کے ساتھ جا ملنے اور ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دینے ہی میں بھلائی ہے۔

سوال ٥٤ : اگر ہم سے یہ پوچھا جائے کہ عاشور کے دن آپ لوگ کہنا کیا چاہتے ہیں، تو ہم کیا کہیں؟

جواب: ہمیں کہنا چاہئے کہ ہم اپنے آقا و مولا کی بات کہنا چاہتے ہیں۔ ہم لوگ ہر سال تجدید حیات کرنا چاہتے ہیں:

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ

اے مومنو! اللہ و رسول کی آواز پر لبیک کہو جب وہ تمہیں اس امر کی دعوت دیں جس میں تمہاری زندگی ہے۔[1]

ہمیں کہنا چاہئے کہ عاشورا ہماری تجدید حیات کا دن ہے، اس دن ہم اپنے آپ کو حسینی کوثر میں دھو ڈالتے ہیں، نئی زندگی لیتے ہیں، اپنی روح کو دھو لیتے ہیں اور اپنے آپ کو زندگی بخشتے ہیں، اسلام کی تعلیمات اور مبانی کو سیکھ لیتے ہیں اور نئے سرے سے اسلام کی روح اپنے اندر پھونکتے ہیں۔ ہم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جذبے، شہادت کے جذبے، جہاد کے جذبے اور راہ خدا میں فداکاری کے جذبے کو بھلانا نہیں چاہتے۔ ہم نہیں چاہتے کہ راہ حق میں جانثاری اور قربانی کی روح ہمارے اندر ختم ہو جائے۔

سوال ٥٥ : حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام کی عزاداری کی مجلسوں میں ہمیں کون سے نعرے دینے چاہئیں؟

جواب: عزاداری کی مجلسوں، مرثیہ خوانیوں اور جلوسوں میں ہمارے نعرے جگا دینے والے ہوں نہ کہ خواب آور! زندگی بخشنے والے ہوں نہ کہ بے حس کرنے والے۔

---

[1] سورۂ انفال: ۲۴

اگر یہ نعرے بے حس کرنے والے ہوں تو نہ صرف ہمیں کوئی اجر اور ثواب نہیں ملے گا بلکہ ان نعروں کے ذریعہ ہم امام حسین علیہ السلام سے بھی دور ہو جائیں گے۔ امام حسین علیہ السلام کے لئے آنسو بہانے کی بہت زیادہ اہمیت اور قدر و قیمت ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ امام حسین علیہ السلام کی شخصیت حقیقی طور پر ہمارے دلوں میں رچ بس جائے۔

ان للحسین محبۃ مکنونۃ فی قلوب المؤمنین

بیشک حسین علیہ السلام کی محبت مومنین کے دلوں میں بھری ہوئی ہے۔

اگر کسی دل میں نور ایمان موجود ہو تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ حسین علیہ السلام کو نہ چاہتا ہو اور اسے دوست نہ رکھتا ہو، کیونکہ حسین علیہ السلام خود مجسمۂ ایمان ہیں۔

سوال ٥٦ : مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ اگر امام حسین علیہ السلام، یزید کی بیعت کرتے تو کیا ہوتا؟ امام بیعت کرنے پر کیوں حاضر نہیں ہوئے؟

جواب: امام حسین علیہ السلام کو اپنی امامت کے دوران جن چیزوں کا سامنا تھا ان میں سے ایک ایسے یزید ابن معاویہ کی بیعت کا تقاضا تھا کہ جس کی بیعت کرنے کی صورت میں تمام برائیوں کو چھوڑ کر دو ایسی بڑی برائیوں کی تصدیق تھی کہ جو دو برائیاں معاویہ میں بھی نہیں پائی جاتی تھیں:

ایک برائی یہ تھی کہ امام حسین علیہ السلام کا یزید کی بیعت کرنا در واقع خلافت کے موروثی ہونے کی تصدیق کرنا تھا۔ یعنی ایک فرد یا شخص کی خلافت کا مسئلہ نہیں تھا بلکہ ایک موروثی خلافت کا مسئلہ در پیش تھا۔ دوسری برائی خود یزید سے متعلق ہے جو اس زمانے کے حالات کو دوسرے زمانوں سے بالکل الگ کر دیتی ہے۔ یزید نہ صرف ایک فاجر اور فاسق شخص تھا بلکہ فسق و فجور کو کھلے عام انجام دیتا تھا اور سیاسی شعور بھی اس کے اندر ناپید تھا۔

سوال ۵۷ : کوفہ کے لوگوں کی طرف سے دعوت نامہ ملنے کے بعد بھی امام حسین علیہ السلام نے کیوں ''مکہ'' کی روانگی اختیار کی؟

جواب: کوفہ کے لوگوں کے خطوط مدینہ نہیں بھیجے گئے، حالانکہ امام حسین علیہ السلام نے اپنی حرکت اور اپنے قیام کا آغاز مدینہ سے کیا۔ کوفہ کے لوگوں کے خطوط امام حسین علیہ السلام کو مکہ میں ملے، یعنی ایسے وقت میں کہ جب امام حسین علیہ السلام بیعت یزید کا مسئلہ ٹھکرا چکے تھے اور اسی فیصلہ سے ہی امام حسین علیہ السلام کو تمام خطرات کا سامنا درپیش تھا۔ (خود امام حسین علیہ السلام بھی اور بقیہ تمام لوگ بھی بہت اچھی طرح سے یہ جانتے تھے کہ نہ ہی یزید اور اس کے کارندے بیعت لینے سے دستبردار ہوں گے اور نہ ہی امام حسین علیہ السلام بیعت کریں گے۔) لہٰذا کوفہ کے لوگوں کی دعوت اس تحریک اور قیام کا بنیادی سبب نہیں تھا بلکہ یہ ایک فرعی عامل تھا کہ جس کی زیادہ سے زیادہ تاثیر ہم یہ فرض کر سکتے ہیں کہ عام لوگوں اور مستقبل کی تاریخ کی نظر میں اس دعوت نے امام حسین علیہ السلام کے لئے ظاہراً بہترین فرصت ایجاد کردی۔

سوال ۵۸ : کوفہ کے راستے میں جب امام حسین علیہ السلام کو لشکر حر اور کوفہ کے لوگوں سے سامنا ہوا تو آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ: ''تم لوگوں نے پھر کیوں مجھے بلایا؟ اگر تم نہیں چاہتے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔'' امام حسین علیہ السلام اس جملہ میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جواب: راستہ میں جب امام حسین علیہ السلام کوفہ کی سرحد پر پہنچتے ہیں تو آپ کا سامنا لشکر حر سے ہوتا ہے اور آپ کوفہ کے لوگوں سے فرماتے ہیں کہ:

> ''تم لوگوں نے مجھے بلایا، اگر تم لوگ نہیں چاہتے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔''

تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ واپس جا کر یزید کی بیعت کروں گا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ان حالات میں برائیوں کے پھیلاؤ اور اس سلسلہ میں

مسلمانوں کی ذمہ داری کے موضوع پر جو کچھ بھی میں نے کہا ہے، اسے میں واپس لیتا ہوں اور میں بیعت کر کے اپنے گھر میں بیٹھوں گا اور خاموشی اختیار کروں گا، جی نہیں! میں اس حکومت کو صحیح اور صالح نہیں سمجھتا اور اپنے اوپر ذمہ داری کا احساس کرتا ہوں۔تم کوفہ کے لوگوں نے مجھے بلا کر کہا کہ:

> اے حسین! ہم تجھے تیرے مقصد و ہدف میں یاری ونصرت کریں گے۔ اگر تم بیعت نہیں کرتے تو نہ کرو، تجھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عنوان سے اعتراض ہے اور تو نے قیام کیا ہے تو ہم تیری مدد کریں گے۔ میں بھی ان لوگوں کی تلاش میں آیا ہوں کہ جنہوں نے مجھے یاری ونصرت کا وعدہ دیا ہے۔ اب جب تم لوگ کہتے ہو کہ کوفہ کے لوگ اپنے وعدہ پر عمل کرنے کو تیار نہیں تو ٹھیک ہے ہم بھی کوفہ نہیں جائیں گے بلکہ پھر وہی اپنے ہی اصلی مرکز کی طرف واپس لوٹیں گے اور سرزمین حجاز (مکہ و مدینہ) چلے جائیں گے کہ دیکھتے ہیں کہ خدا کی کیا مصلحت ہوگی۔ بہرحال ہم کسی بھی صورت بیعت نہیں کریں گے اگر اس مسئلہ پر قتل بھی کر دیئے جائیں۔ پس کوفہ کے لوگوں کی دعوت جیسے عامل اور محرک کا زیادہ سے زیادہ یہ اثر تھا کہ اس کے ذریعہ امام حسین علیہ السلام مکہ سے نکلنے اور کوفہ جانے پر مجبور ہوئے۔

سوال ۵۹ : امام حسین علیہ السلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا ہدف قرار دینے کے لئے کس چیز کا سہارا لیا؟

جواب: امام حسین علیہ السلام کی تحریک اور نہضت کا تیسرا عامل اور محرک ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' ہے۔ (پہلا عامل یزید کی بیعت اور دوسرا عامل کوفہ کے لوگوں کی دعوت ہے۔) حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام نے نہایت ہی صراحت کے ساتھ

اس عامل کا حوالہ دیا ہے اور اس سلسلہ میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اور فرموادات کا سہارا لیا ہے اور یزید کی بیعت اور کوفہ کے لوگوں کی دعوت کا نام لئے بغیر بار بار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تذکرہ کیا ہے۔ اس عامل کی وجہ سے قیام امام حسین علیہ السلام کی اہمیت اور قدر و قیمت بہت زیادہ بڑھتی ہے۔ اور یہی عامل اس بات کا سبب بنا ہے کہ یہ تحریک ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے کی صلاحیت پیدا کر سکے اور عبرتناک اور سبق آموز بن جائے۔ البتہ سبھی عوامل اور محرکات سبق آموز ہیں لیکن اس عامل میں تعلیم اور عبرت انگیزی کی زیادہ صلاحیت موجود ہے، کیونکہ یہ نہ لوگوں کی دعوت پر منحصر ہے اور نہ ہی تقاضائے بیعت کا پہلو اس میں موجود ہے۔ یعنی اگر دعوت کا سرے سے ہی وجود نہ ہوتا، پھر بھی امام حسین علیہ السلام قانون امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تحت قیام کرتے اور تحریک اٹھاتے۔ اگر آپ سے بیعت کا تقاضا بھی نہ کیا جاتا پھر بھی آپ خاموش نہیں بیٹھتے۔

سوال ۶۰: اسلام میں بالخصوص تحریک عاشورا میں امر بالمعروف کی کیوں اس قدر تاکید کی گئی ہے؟

جواب: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تنہا وہ اصول ہے کہ جو اسلام کی بقا کا ضامن ہے اور علمی محاورے میں اسے "علت مبقیہ" باقی رہنے کی علت کہا جاتا ہے۔ اور اگر یہ اصول ہی نہ ہوتو اسلام بھی نہیں رہے گا۔ یہ مسلمانوں کی حالت کی مسلسل دیکھ بھال کرنے کا نام ہے۔

سوال ۶۱: کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف لفظ کی حد تک ہی ہے؟ کیا صرف زبان سے ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا کافی ہوگا؟

جواب: جی نہیں! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دل اور ضمیر کا بھی ایک مرحلہ ہے۔ زبان کا بھی ایک مرحلہ ہے اور ہاتھ، پیر اور عمل کا بھی ایک مرحلہ ہے۔ تمہیں اپنے پورے وجود کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا ہونا چاہیئے۔

سوال نمبر ٦٢: برائے مہربانی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق اسلامی علماء کی رائے بیان فرمائیں؟

جواب: علمائے اسلام اس بات کے قائل ہیں کہ امر بالمعروف کے مختلف مراتب، درجات اور قسمیں ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ انسان کو سب سے پہلے اپنے اندر برائی کی نفرت پیدا کرنی چاہئے یعنی نہی عن المنکر کی جڑ انسان کی روح، دل اور ضمیر میں ہونی چاہئے، اور اس کے بعد دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ انسان برائی کرنے والے سے دوری اور روگردانی اختیار کرے۔ یعنی جب آپ ایک فرد یا کچھ افراد کو دیکھیں کہ جو برائیوں اور منکرات کے مرتکب ہوتے ہیں اور برے کام انجام دیتے ہیں تو اس برائی اور بدی کے خلاف (نہ کہ خود فرد کے خلاف) برے کام سے روکنے کے لئے جد و جہد کے طور پر آپ اس شخص سے روگردانی کریں گے اور اسے اپنے آپ سے دور کریں گے، یعنی اپنے تمام تعلقات اس کے ساتھ ختم کردیں گے۔

سوال ٦٣: برے کاموں میں گرفتار کسی دوست یا رشتہ دار سے کس طرح تعلقات ختم کئے جا سکتے ہیں؟ اور کیا تعلقات ختم کرنا اور روابط توڑنا ہر حال میں مؤثر روش ہے یا نہیں؟

جواب: بعض مواقع ایسے ہیں کہ جہاں آپ کا بیٹا یا دوست یا کوئی دوسرا جوان کچھ بری عادتوں میں مبتلا ہے اور اس کے ساتھ آپ کے پہلے سے ہی معمول کے تعلقات برقرار ہیں اور اگر آپ اس کے ساتھ اپنے روابط توڑیں گے اور اس سے روگردانی اختیار کریں گے تو شاید وہ اس کا استقبال کرے اور وہ بھی آپ کے ساتھ اپنے تمام تعلقات ختم کر ڈالے اور نہایت آزادی سے اپنے برے کاموں کو جاری رکھے گا۔ یہاں پر آپ کا اس کے ساتھ روابط ختم کرنا نہ صرف تنبیہ اور سرزنش کے عنوان سے مؤثر ثابت نہیں ہوگی بلکہ الٹا اس کی حوصلہ افزائی ہوگی اور اس طرح آپ اسے اپنے کام میں آزاد چھوڑ دیتے ہیں اور عملی طور پر اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ لہٰذا ایسے موقع پر یہ

کام صحیح نہیں ہے۔ پس! یہ جو علماء کہتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک مرحلہ روگردانی اور دوری ہے، تو یہ وہاں پر قابل عمل ہے کہ جہاں وہ مؤثر ثابت ہو سکے اور مد مقابل کو اس سے تنبیہ اور سرزنش ہو۔

سوال ٦٤ : امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہم کس صورت میں زبان سے انجام دے سکتے ہیں؟

جواب: زبان کا مرحلہ بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک مرحلہ شمار ہوتا ہے۔ اس طرح کہ اگر کسی فرد کے ساتھ ہمارے تعلقات اچھے ہوں اور وہ کسی برے کام اور منکر میں مبتلا ہو تو ہم اسے منطقی طرز گفتگو کے ذریعہ اس عمل کو ترک کرنے پر راضی کر سکتے ہیں اور ہم پر واجب ہے کہ منطقی طریقہ سے اسے سمجھائیں۔

سوال ٦٥ : امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عملی مرحلہ کی تھوڑی وضاحت فرمائیں؟

جواب: تیسرا مرحلہ ''عمل'' کا ہے۔ کبھی کوئی شخص برے کام میں اس قدر ملوث ہوتا ہے کہ نہ ہماری دوری اور روگردانی اس پر کوئی اثر کرتی ہے اور نہ ہی ہماری منطقی گفتگو اور سنجیدہ بیان اسے اس کام کو چھوڑنے پر تیار کرتا ہے تو یہاں پر ہمیں وارد عمل ہونا چاہئے اور اس طرح ہم اسے اس برے کام سے روک سکتے ہیں۔

سوال ٦٦ : نہی عن المنکر کو کیسے انجام دیا جا سکتا ہے؟ برائے مہربانی قارئین محترم اور بالخصوص اس کام میں سرفہرست افراد کے لئے وضاحت فرمائیں!

جواب: وارد عمل ہونے کے مختلف طریقے ہیں۔ وارد عمل ہونے کا مطلب صرف زور و طاقت کے بل پر مارنا پیٹنا اور زخمی کر دینا ہی نہیں ہے، البتہ ہمارا مطلب یہ نہیں کہ کسی بھی جگہ عملی تنبیہ نہیں ہونی چاہئے۔ جی نہیں! بلکہ بعض مواقع پر ایسا کرنا ضروری ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو ''حد'' اور ''تعزیر'' کا حامی ہے یعنی ایک ایسا دین ہے کہ جو اس بات کا قائل ہے کہ کبھی ایک ایسا بھی مرحلہ آتا ہے کہ جب مجرم کو عملی سزا

دینے کے علاوہ کوئی راہ چارہ نہیں ہوتا اور عملی سزا کے بغیر کوئی چیز اسے برے کام سے نہیں روک سکتی۔ لیکن انسان کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ شاید تمام مواقع پر سخت گیری کرنا اور زور و طاقت کا استعمال کرنا صحیح ہے۔

سوال ٦٧: کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اقسام اور مراتب ایک جیسے ہیں یا یہ کہ ان دونوں میں فرق ہے؟

جواب: جی ہاں! نہی عن المنکر کی طرح امر بالمعروف کی بھی یہی قسمیں اور مراتب ہیں صرف اس تفاوت کے ساتھ کہ امر بالمعروف یا لفظی ہے یا عملی۔ لفظی امر بالمعروف کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی زبان اور اپنے بیان سے لوگوں کو حقائق سے آگاہ کرے اور اچھے کاموں کی انہیں ترغیب دلائے، لوگوں کی حوصلہ افزائی کرے اور انہیں سمجھائے کہ کون کون سے کام اچھے ہیں۔

سوال ٦٨: برائے مہربانی یہ بتائیں کہ ہم کس طرح عملی طور پر امر بالمعروف کر سکتے ہیں؟

جواب: عملی امر بالمعروف کا مطلب یہ ہے کہ انسان صرف کہنے اور زبان چلانے پر ہی اکتفا نہ کرے، کیونکہ صرف کہنا ہی کافی نہیں ہوتا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج کل کی ہماری سماجی بیماری یہی ہے کہ کہنے اور زبان چلانے کو ہم بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں، حالانکہ ہم کہنے اور تذکر دینے کی اہمیت کے منکر نہیں ہیں، میں کلام کرنے کی اہمیت اور ضرورت کا منکر نہیں ہوں، میں یہ نہیں کہتا کہ کلام نہیں ہونا چاہئے، وضاحت اور تشریح نہیں ہونی چاہئے، حقائق لکھنے اور بیان کرنے کا سلسلہ نہیں ہونا چاہئے، اگر ایسا ہو تو پھر کوئی بھی کام انجام نہیں دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم لوگ تمام مسائل کو گفتگو اور کلام سے ہی حاصل کرنا چاہتے ہیں، ٹھیک ان ہی لوگوں کی طرح کہ جو ''ورد'' پڑھ کر تمام دنیا کے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں اور زمین و آسمان کو تہ و بالا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم صرف لفظ کی طاقت کے بل بوتے پر اور بیان کو سہارا بنا کر وارد عمل ہونا

چاہتے ہیں، حالانکہ مسئلہ یہ نہیں ہے۔ بیان کرنا، کلام کرنا اور کہنا شرط ضروری ہے لیکن کافی نہیں ہے بلکہ عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

سوال ٦٩: لفظی امر بالمعروف اور عملی امر بالمعروف کے درمیان کیا فرق ہے؟

جواب: امر بالمعروف کی دونوں قسمیں لفظی اور عملی، دو طریقوں سے ممکن ہے: براہ راست اور بالواسطہ۔ یعنی جب آپ کبھی امر بالمعروف کرنا چاہتے ہیں تو براہ راست وارد عمل ہو کر اپنی بات کہہ دیتے ہیں اور جب کسی شخص کو کوئی کام کرنے پر اکساتا ہے تو کہتے ہیں کہ:

> میں جناب عالی سے تقاضا کرتا ہوں کہ آپ فلاں کام کو انجام دیں۔ لیکن کبھی کبھار بالواسطہ طور پر کسی کو کوئی بات سمجھاتے ہیں کہ جو زیادہ مفید اور موثر رہتی ہے۔

سوال ٧٠: برائے مہربانی یہ بتائیں کہ کیا بالواسطہ طور پر امر بالمعروف کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر آپ بالواسطہ طور پر امر ابالمعروف کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک راستہ یہ ہے کہ خود آپ پاک، صالح اور باتقویٰ ہوں خود آپ اہل عمل اور پرہیز گار ہوں۔ جب خود آپ اس طرح ہوں گے تو گویا آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مجسمہ ہیں، کیونکہ انسان پر عمل جیسی کوئی چیز اثر انداز نہیں ہوتی۔ آپ دیکھتے ہیں کہ لوگ انبیائے کرام اور اولیائے گرامی کی زیادہ اتباع اور پیروی کرتے ہیں لیکن حکماء اور فلاسفہ کی زیادہ پیروی نہیں کرتے، کیوں؟ کیونکہ فلاسفہ صرف کہتے ہیں، مکاتب فکر کے مالک ہوتے ہیں، صرف نظریہ پردازی کرتے ہیں، کمرے کے ایک کونے میں بیٹھ کر مسلسل کتاب لکھتے ہیں اور لوگوں کے حوالے کرتے ہیں، لیکن انبیاء اور اولیاء نہ صرف نظریات اور مفروضات کے مالک ہوتے ہیں بلکہ صاحبان عمل بھی ہوتے ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں پہلے اس پر خود عمل کرتے ہیں، حتی کہ اس طرح بھی نہیں ہے کہ پہلے کہتے ہوں

اور پھر عمل کرتے ہوں، نہیں! پہلے عمل کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں۔ جب انسان نے ایک بات پر عمل کیا اور پھر کہا تو اس کا اثر کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔

سوال ۷۱: مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ حر ابن یزید ریاحی کس طرح لشکر امام حسین علیہ السلام سے جا ملے؟

جواب: اگر یہ دیکھا جاتا کہ اس لشکر دشمن میں عمر سعد کے بعد کس کو دوسری شخصیت کے طور پر مانا جاتا ہے تو وہ حر بن یزید ریاحی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ یہ نہایت ہی صاحب شخصیت فرد تھا اور اس کے علاوہ پہلا وہ شخص تھا کہ جو ایک ہزار سپاہیوں کے ہمراہ اس کام پر تعینات کیا گیا تھا، لیکن قدرت، کشش، ایمان اور عمل اور حسین ابن علی علیہ السلام کے عملی امر بالمعروف نے حر بن یزید ریاحی کو کہ جس نے پہلے ہی سے امام حسین علیہ السلام کے خلاف اپنی تلوار نیام سے نکالی تھی، ہتھیار ڈالنے پر تیار کر لیا اور توبہ کر لی اور ''التائبون'' توبہ کرنے والوں میں شمار ہو گیا۔

سوال ۷۲: گذشتہ باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا امام حسین علیہ السلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذاتی قدر و قیمت اور اہمیت میں اضافہ کیا ہے؟

جواب: یہ حسین بن علی علیہ السلام کا کام نہیں ہے اور نہ ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام ہے بلکہ یہ خدا کا کام ہے۔ خدا نے خود ہی اپنے بندے پر اس اصول کو دوسرے بندوں پر اپنانے کے لئے نازل کیا ہے اور ہر اصول کا ایک درجہ اور ایک مرتبہ اور قدر و قیمت قرار دی ہے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس طرح کے مسائل میں مداخلت نہیں کر سکتے اور اسلام کے واقعی اصول پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تحریک اور نہضت حسینی نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو علمائے اسلام اور کلی طور پر تمام مسلمانوں کے اجتہاد اور استنباط کے لحاظ سے قدر و منزلت بخشی اور اسے اونچا کیا۔

سوال ۷۳: برائے مہربانی یہ بتائیں کہ تمام مسائل میں امر بالمعروف اور نہی عن

المنکر کے حدود کیا ہے؟

جواب: بڑے بڑے مسائل میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کوئی حد یا محدودیت نہیں ہے۔ کوئی بھی محترم اور نیک چیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مقابلہ نہیں کرسکتی اور اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ اس اصول کا انحصار اور دار و مدار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے موضوع پر ہے (کہ ہم کس طرح کی نیکی کا حکم دینا چاہتے ہیں یا کس طرح کی برائی سے روکنا چاہتے ہیں۔)

سوال ۷۴: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تئیں ہماری کارکردگی کیسی ہے؟

جواب: افسوس کے ساتھ اس سلسلہ میں ہم مسلمانوں کی کارکردگی زیادہ درخشاں نہیں ہے۔ ہماری کارکردگی اس اعتبار سے درخشاں نہیں ہے کہ پہلی بات یہ ہے کہ اسلام نے اس سلسلہ میں جس طرح کی حساسیت کا اظہار کیا ہے، وہ ہمارے اندر نہیں پائی جاتی۔ یعنی اسلام نے اس موضوع کو جتنی اہمیت دی ہے، اسے ہم نے درک نہیں کیا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ جہاں تک ہم نے اپنے اعتبار سے اس موضوع کی اہمیت کو درک بھی کرلیا تو اسے عمل میں لانے کے لئے ہمارے اندر شرائط کا فقدان تھا۔

سوال ۷۵: تحریک عاشورا میں خود آپ کے لئے سب سے بڑی عجیب چیز کیا ہے؟

جواب: تحریک عاشورا کے سلسلے میں جو چیز میرے لئے تعجب آور ہے وہ یہ ہے کہ: حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام عاشورا کے دن اس طرح اپنے قدم اٹھاتے ہیں کہ جیسے وہ روشن مستقبل یعنی اپنی تحریک کے نورانی آثار و برکات کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔ انہیں اس بات میں ذرہ برابر شک نہیں تھا کہ اسی شہید ہونے سے وہ کامیاب ہو جائیں گے اور اس بات میں بھی انہیں کوئی تردید نہ تھی کہ راہ خدا میں اپنا سب کچھ لٹانے کا آخری موقع عاشورا ہی ہے، یعنی کاشتکاری کا آخری دن ہے اور اس تحریک اور قیام سے بہرہ برداری کا آغاز اور فائدہ اٹھانے کا موقع بھی اسی روز سے شروع ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں بھی یہی سب کچھ ہوا۔

سوال ۷۶: عاشورا کے دن کس جماعت نے سب سے پہلے جنگ کا آغاز کیا اور کیوں؟

جواب: شاید آپ نے سنا ہوگا کہ عاشور کے دن عمر سعد نے کس طرح جنگ کا آغاز کیا اور یہ بھی سنا ہوگا کہ حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام نے ہرگز اس بات کی اجازت نہ دی کہ آپ کی طرف سے یا آپ کے اصحاب کی طرف سے جنگ کا آغاز ہو جائے۔ یہ وہ سنت اور روایت ہے کہ جس کی رعایت کسی ایسی جماعت سے جنگ کرتے وقت کی جاتی تھی کہ جو ظاہراً مسلمان ہوتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام بھی اسی طرح کی رعایت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میں ہرگز جنگ کی ابتدا نہیں کروں گا اور جب مدمقابل جنگ شروع کردے تو پھر ہم بھی حملہ کرنے پر مجبور ہیں۔

سوال ۷۷: آپ کی نظر میں واقعہ عاشورا کے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں امام حسین علیہ السلام کے اہل بیت کا کیا کردار رہا؟

جواب: حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد عاشورا کے بعد ہی سے کم از کم گیارہویں اور بارہویں محرم سے آپ کے اہل بیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں کی ایک جماعت کی صورت میں سامنے آگئے اور اس واقعہ کے اختتام تک جہاں جہاں آپ لوگ پہنچے، وہاں وہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا۔ ان لوگوں نے ہرگز ایک شکست خوردہ لشکر کی صورت اختیار نہیں کی اور خود حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی مانند زندہ رہنے یا مارے جانے کو اپنا ہدف قرار نہیں دیا کہ مثلاً یہ کہیں کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ حسین علیہ السلام زندہ رہیں اور خلافت کو اپنے اختیار میں لے لیں یا کم از کم گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کرلیں اور اب چونکہ حسین علیہ السلام قتل کر دیئے گئے، لہٰذا بات یہیں پر ختم ہوگئی۔ جی نہیں! یہ لوگ حسینی ہدف و مقصد کو آگے بڑھا رہے تھے۔ امام حسین علیہ السلام کا شہید ہو جانا ایک لحاظ سے اس مقصد کی تکمیل کا سرآغاز تھا نہ سرانجام!

سوال ۷۸: تبلیغ کرنے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے میں کیا فرق ہے؟

جواب: تبلیغ یعنی لوگوں کو اسلام کے احکام و قوانین سے آشنائی کرانا اور اسلام کا یہ پیغام ان تک پہنچانا ہے لہٰذا یہ شناخت کا مرحلہ ہے، لیکن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اجرائی مرحلے اور عمل سے مربوط ہے۔ تبلیغ بھی اپنی جگہ پر تمام مسلمانوں کا ایک عمومی وظیفہ ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی اسی طرح تمام مسلمانوں کا ایک عمومی فریضہ ہے۔ تبلیغ کے اعتبار سے ہر مسلمان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے اندر پیغام پہنچانے کا یہ احساس اور جذبہ پیدا کرے کہ جو خود اپنی جگہ پر اسلامی پیغام کا حامل ہے۔ لیکن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لحاظ سے جو ہر مسلمان کا فرض ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے اندر یہ احساس کرلے کہ وہ اس پیغام کا نافذ کرنے والا ہے اور قوۂ مجریہ کا ایک رکن ہے کہ جسے ہر حال میں اس پیغام کو سماج میں جامۂ عمل پہنانا ہے اور اسے عملی مراحل سے گزارنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک خاص الگ چیز اور تبلیغ ایک دوسری چیز ہے۔

سوال ۷۹: کیا تحریک عاشورا میں تبلیغی پہلو بھی پایا جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پہلو کے علاوہ قیام اور تحریک عاشورا کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ ''تبلیغ'' ہے۔ اس چند پہلوئی تحریک اور ہمہ گیر قیام کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے اسلام کی حقیقی تصویر لوگوں کے سامنے پیش کی ہے اور اسلام کے پیغام کو پوری دنیا والوں پر واضح کردیا ہے اور ان تک اسے پہنچایا ہے اور وہ بھی بڑی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ!

سوال ۸۰: برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ تحریکوں کی کتنی اقسام ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کریں!

جواب: دو طرح کی تحریکیں ہیں: کامل اور ناکمل۔ کامل تحریک وہ تحریک ہے جو اپنے پیغام کو نہایت حسن و خوبی سے دلوں، فکروں اور ضمیروں تک پہنچا دیتی ہے۔ لہٰذا

اس پہلو سے دیکھا جائے تو تحریک حسینی جیسی کوئی کامل تر، بہتر اور مؤثر تحریک پوری دنیا میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ یہ وہ تحریک ہے کہ جسے آپ جگہ اور مکان کے اعتبار سے عالمی جگہ پاتے ہیں اور زمان اور وقت کے لحاظ سے دیکھیں گے تو چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی نہ صرف اس کے اثرات اور پیغام رسانی کی قدرت میں کمی نہیں آئی ہے بلکہ اضافہ ہوا ہے اور یہ تحریک ایک غیر معمولی قدرت و توانائی رکھتی ہے۔

سوال ۸۱ : عاشورا کے دن کربلا میں موجود افراد کہاں کہاں سے آکر امام d کے ساتھ ملحق ہوئے؟

جواب: مدینہ منورہ سے جو اصحاب حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، ان کی تعداد نہایت کم تھی اور شاید وہ بیس لوگ بھی نہ تھے، کیونکہ راستہ میں کچھ لوگ قافلہ سے الگ ہو کر واپس چلے گئے۔ ان بہتر افراد میں سے بہت سارے لوگ کربلا ہی میں امام علیہ السلام سے ملحق ہوئے کہ ان میں سے بھی کافی سارے لوگ عمر سعد کے لشکر سے جدا ہو کر حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کے سپاہیوں سے جا ملے اور ان افراد میں سے بھی بعض لوگ ایسے تھے کہ جو اہل حرم کے خیموں سے آنے والی تلاوت قرآن، ذکر خدا، ذکر رکوع، ذکر سجود، سورۂ حمد اور دوسرے سورہائے کی نہایت دلنشین آواز اور اپنے خدا کے ساتھ راز و نیاز کرنے کی گنگناہٹ سن کر متاثر ہوئے اور اس کشش نے انہیں امام علیہ السلام سے ملحق کر دیا۔ یعنی حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب نے ہر اس چیز کا بہتر اور بجا استفادہ کیا کہ جس سے وہ استفادہ کر سکتے تھے۔

سوال ۸۲ : سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۱ کی عملی تفسیر کربلا میں کہاں پر ہوئی؟

جواب: واقعہ کربلا اسلامی سپاہیوں کی خود ایک نمائش ہے، لیکن یہ نمائش صرف دکھاوا اور ظاہرداری نہیں ہے کہ جس میں نقلی لوگوں کا کردار، صورت سازی اور بناوٹ ہو اور حقیقت سے اس کا کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ مثلاً سورۂ توبہ کی یہ آیت

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ

بے شک خداوند عالم، مومنین کے جان و مال کو خریدتا اور اس کے بدلے انہیں جنّت عطا کرتا ہے،

واقعہ کربلا میں عملی صورت میں سامنے آتی ہے اور اسی طرح قرآن کریم کی دوسری آیات بھی اسی طرح ہیں۔

سوال ۸۳: آپ کی نظر میں واقعہ کربلا سے ہر کسی کا اپنے اعتبار سے نتیجہ حاصل کرنا کس حد تک صحیح ہے؟

جواب: طول تاریخ میں مختلف لوگوں نے واقعہ کربلا سے مختلف نتائج نکالے ہیں اور ہر کسی نے اپنے اعتبار سے اسے سمجھا ہے۔ میں نے اس سے پہلے بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مثلاً حضرت امام رضا علیہ السلام کے زمانے کا ایک شاعر ''دعبل خزائی'' ایک حساب سے اسے سمجھتا ہے اور امام سجاد علیہ السلام اور امام باقر علیہ السلام کے زمانے کا شاعر ''کمیت اسدی'' اسے ایک اور حساب سے سمجھتا ہے اور یہ نتائج محتشم کاشانی یا سامانی یا صفی علی شاہ کے نتائج سے مختلف ہیں، ان لوگوں نے ایک اعتبار سے سمجھا ہے تو محتشم نے دوسرے لحاظ سے سمجھا ہے، سامانی نے ایک پہلو کو نتیجہ نکالا ہے تو صفی علی شاہ یا محمد اقبال لاہوری نے دوسرا پہلو سمجھا ہے۔ یہ سب کس طرح ممکن ہے؟

میری نظر میں یہ سب نتائج اور یہ سب سوچ صحیح ہے (البتہ غلط نتائج بھی نکالے گئے ہیں اور ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں ہے) لیکن مکمل نہیں بلکہ ناقص ہے، صحیح ہے، یعنی غلط اور جھوٹ نہیں لیکن یہ اس کا ایک پہلو ہے۔

سوال ۸۴: آپ کی نظر میں مختلف لوگوں کے مختلف نتائج میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟

جواب: دعبل خزائی جیسے افراد نے قیام امام حسین علیہ السلام سے وقت کے تقاضوں کے تحت صرف اس کے جنگی پہلوؤں پر زور دیا ہے۔ محتشم کاشانی نے اس کے

متاثر کر دینے والے، قابل رحم اور رلانے والے پہلوؤں کو ذکر کیا ہے۔ عمان سامانی یا صفی علی شاہ نے اس تحریک سے عرفانی، عشق الٰہی اور محبت خدا اور راہ حق میں پاک بازی اور خلوص وسچائی جیسے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے کہ قیام حسینی کا سب سے بڑا بنیادی پہلو یہی راہ حق میں خلوص اور پاک بازی ہے۔ یہ سب نتائج اور سوچ صحیح ہیں لیکن یہ اس تحریک کے کچھ پہلو ہیں۔ جس نے رزم و پیکار کا ذکر کیا ہے، جس نے اخلاقی پہلو کو بیان کیا ہے اور جس نے پند ونصیحت کے پہلو کو بیان کیا ہے، یہ سب نے صحیح کہا ہے لیکن ان میں سے ہر ایک نے صرف ایک ایک پہلو کو بیان کیا ہے اور اس تحریک کے ایک عضو کو بیان کیا ہے نہ کہ پورے جسم کو۔

سوال ۸۵: واقعہ کربلا میں مختلف افراد اور مختلف جماعتوں کے کردار کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟

جواب: واقعہ کربلا میں ہمیں ایک عجیب وغریب سلسلہ دیکھنے کو ملتا ہے اور وہ یہ کہ اس قیام میں مرد کا بھی کردار ہے اور عورت کا بھی، بوڑھے کا بھی رول ہے اور جوان اور بچے کا بھی، گورے نے بھی اس میں اپنا کردار نبھایا ہے اور کالے نے بھی، عرب نے بھی اس میں حصہ لیا ہے اور غیر عرب نے بھی، غرض مختلف طبقوں اور پہلوؤں نے اس میں اپنا کردار نبھایا ہے کہ گویا تقدیر اور منشاء الٰہی یہی ہے کہ اس میں مختلف طبقوں کی طرف سے مختلف کردار ادا کئے جائیں اور اسلام کی تصویر پیش کی جائے۔

سوال ۸۶: برائے مہربانی یہ بتائیں کہ تحریک عاشورا کس طرح کی تصویر پیش کرتی ہے؟

جواب: جب ہم اسلام کی جامعیت پر نظر ڈالنا چاہیں تو ہمیں نہضت اور تحریک حسینی کا بھی جائزہ لینا چاہئے، تب ہم دیکھیں گے کہ امام حسین علیہ السلام نے اسلام کے کلیات کو کربلا میں عملی جامہ پہنایا ہے اور اسے مجسم کر دیا ہے اور وہ بھی زندہ اور حقیقی طور پر نہ کہ بے روح اور بے معنی۔ انسان جب واقعہ کربلا پر غور کرتا ہے تو ایسی چیزیں دیکھنے کو

ملتی ہیں کہ جو انسان کو حیرت میں ڈال دیتی ہیں اور یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ سب سلسلہ حادثاتی نہیں ہوسکتا اور اس بات کا راز کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام نے واقعہ کربلا کو زندہ رکھنے اور احیاء کرنے کی تاکید کی ہے اور اسے فراموش کرنے سے خبردار کیا ہے، یہ ہے کہ یہ واقعہ درحقیقت اسلام کا مجسم ہے اور اس کا عملی پہلو ہے لہٰذا اس اسلام مجسم کو فراموش نہ ہونے دو۔

سوال ۸۷: ''توحید'' کس طرح واقعہ کربلا میں جلوہ نمائی کرتا ہے؟

جواب: توحیدی اور عرفانی پہلو، ماسوائے خدا سب کو ہیچ شمار کرنا اور راہ خدا میں خلوص و پاک بازی کے گوشوں کی نشاندہی کے لئے حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کے ایک خطبہ کے دو جملوں کا ذکر کرنا شاید کافی ہوگا کہ جو خطبہ آپ نے مکہ میں ارشاد فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''مرضی اللہ واللہ رضانا اھل البیت''

ہم اہل بیت اپنی طرف سے کوئی پسند یا ناپسند اختیار نہیں کرتے
ہم وہی پسند کرتے ہیں جو خدا نے ہمارے لئے پسند کیا ہو اور اسی
راستہ کا انتخاب کرتے ہیں جو اس نے ہمارے لئے معین کیا ہو۔

سوال ۸۸: کیا آپ کی نظر میں آج کی دنیا واقعہ عاشورا کو قبول کرتی ہے یا قبول کیا ہے؟

جواب: تاریخ کربلا مذکرّ ومونث کی ملی جلی ایک حقیقی تاریخ ہے، یہ وہ واقعہ ہے کہ جس میں مرد اور عورت دونوں نے نقش آفرینی کی ہے لیکن مرد نے اپنے حدود اور مدار کے تحت اور عورت نے بھی اپنے حدود اور مدار کے تحت۔ یہی اسلام کا معجزہ ہے اب چاہے آج کی دنیا اسے قبول کرلے یا قبول نہ کرے لیکن مستقبل اس کو ضرور قبول کرلے گا۔ حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام اپنے اہل بیت اور گھر والوں کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں تاکہ وہ اس عظیم اور مقدس تاریخ میں اپنی رسالت انجام دے سکیں،

تا کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی قافلہ سالاری میں یہ لوگ اس عظیم تاریخ کو بنانے میں براہ راست اپنا کردار ادا کر سکیں، بغیر اس کے یہ لوگ اپنے مدار اور حدود سے خارج ہوں۔

سوال ۸۹: دنیا کی موجودہ حکومتوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور کیا آپ اس بات کے معتقد ہیں کہ ان نظاموں کو فکری پشت پناہی حاصل ہے؟

جواب: ہمیشہ اور ہر انسانی سماج میں چاہے کتنی ہی طاقتور ظالم حکومت بھی کیوں نہ ہو، بہرحال اسے ایک فکری، فلسفی اور اعتقادی پشت پناہی کی ضرورت ہوتی ہے، یعنی اسے ایک اعتقادی نظام اور سسٹم کی ضرورت ہے کہ جو اس کے موجودہ سیاسی اور اقتصادی حالات کا سہارا بنے رہے، کیونکہ انسان کو بہرحال فکر وسوچ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ایک صحیح وسالم معاشرہ اپنے اوپر حاکم ایک فاسد اور ظالم نظام کے بارے میں غور کرے اور سوچے تو اس نظام کا باقی رہنا محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے موجودہ نظام اپنی بقا کے لئے فکری اور اعتقادی نظاموں کی محتاج ہے تا کہ وہ اس کا سہارا بن سکیں۔ اب چاہے یہ نظام ایک فلسفہ کی صورت میں ہو یا۔ مکتب فکر (ism) کی صورت میں۔

سوال ۹۰: کیا یزید نے اپنے جرائم کے بارے میں کچھ سوچا تھا؟

جواب: یزیدی حکومت فکری اور اعتقادی پشت پناہی اور لوگوں کی اعتقادی حمایت کے لئے بغیر اپنے افعال اور کرتوت انجام نہیں دے سکتی تھی۔ آپ یہ خیال نہ کریں کے وہ لوگ اس قدر احمق اور نادان تھے کہ شہدائے کربلا کے سروں کو نیزے پر بلند کرتے اور اس کے باوجود یہ سوچتے کہ جہنم میں جائیں لوگوں کے افکار وخیالات! جی نہیں! بلکہ وہ ہر حال اور ہر مقام پر رائے عامہ کو بہکانے اور اپنے مفاد کے مطابق مختلف افکار ونظریات کو لوگوں کے دل و دماغ میں ڈالنے کے درپے ہوتے تھے تا کہ لوگوں کو اطمینان ہوجائے کہ موجودہ حالات بہترین حالات ہیں اور ایسے ہی ہونے چاہئیں۔ البتہ

بعض مذہبی لوگوں میں اس فکر کو مذہبی رنگ ونقشہ میں ڈالا جاتا ہے۔شریح قاضی سے کیوں مدد طلب کی جاتی ہے؟ تاکہ لوگوں کے افکار مطمئن ہو جائیں اور ان کی فکروں کو رنگ دیا جائے اور یہی ہوا بھی۔

سوال ۹۱: واقعہ کربلا میں یزیدی حکومت کی فکری پشت پناہی کیا تھی؟

جواب: جب ظالم حکومتیں اپنے اعمال وافعال کی توجیہ کرنا چاہتی ہیں تو عقیدۂ جبر کا سہارا لیتی ہیں، یعنی ہر چیز کی نسبت خدا سے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: یہ خدا کا کرنا تھا کہ ایسا ہوا اور اگر مصلحت نہ ہوتی تو پھر ایسا نہ ہوتا، خدا ہرگز اس کام کو انجام دینے کی اجازت نہ دیتا۔ یہ بات کہ ''جو کچھ ہے وہ وہی ہے جو ہونا چاہئے تھا اور جو کچھ نہیں ہے وہ وہی ہے جو نہیں ہونا چاہئے تھا'' اپنی جگہ پر ایک منطق ہے کہ جسے ''عقیدۂ جبر'' کی منطق کہا جاتا ہے، یہی ابن زیاد کی منطق ہے کہ جب اس کا سامنا جناب زینب سلام اللہ علیہا سے ہوتا ہے تو فوراً ''مسئلہ خدا'' کی بات کرتا ہے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَحَکُمْ وَقَتَلَکُمْ وَاَکْذَبَ اُحْدُوْثَتَکُمْ

ساری تعریفیں اس خدا کے لئے جس نے تمہیں ذلیل ورسوا کیا، تمہیں قتل کیا اور تمہیں جھوٹا ثابت کیا۔

سوال ۹۲: امام حسین علیہ السلام نے ان لوگوں کو کیا جواب دیا جنہوں نے آپ کو کربلا جانے سے منع کیا تھا؟

جواب: امام حسین علیہ السلام کو اپنے نزدیک و دور کے رشتہ دار اور اپنے اور پرائے سبھی لوگ کربلا جانے سے منع کرتے تھے اور اس منع کرنے کی دلیل اور وجہ بھی بیان کرتے تھے (کوفہ کے لوگوں کی بے وفائی اور عذر تراشی) عجیب بات یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے کبھی ان کی اس منطق کو نہیں ٹھکرایا لیکن جوابی کلمات اور خاص طور پر مکہ اور کربلا اور راستہ میں دیئے گئے خطبوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام

کی منطق اس محدود منطق سے کہیں زیادہ وسیع اور جامع تھی۔ ان لوگوں کی منطق جان و مال و اولاد کی حفاظت اور سلامت پر مبنی تھی اور امام حسین علیہ السلام کی منطق دین و ایمان اور عقیدے کی حفاظت پر مبنی تھی۔

سوال ۹۳: آپ کی نظر میں بنی امیہ اور بالخصوص ابوسفیان کے اسلام اور قرآن کے خلاف شدید جدوجہد کی کیا علّت تھی؟

جواب: دو علتیں تھیں: ایک نسلی رقابت کہ جو مسلسل تین نسلوں سے چلی آرہی تھی اور دوسرے اسلامی قوانین کا سرداران قریش بالخصوص بنی امیہ کے سماجی نظام کے ساتھ مکمل تضاد میں ہونا کہ اسلام اس نظام زندگی کو ختم کرنے کا خواہاں تھا اور یہ قرآن کی نظر میں ایک کلی اصول ہے۔

سورۂ سبا میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِىْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾

اور ہم نے کسی بستی میں اپنا کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے بڑے لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم تمہارے پیغام کا انکار کرنے والے ہیں۔ [1]

اسی طرح سورۂ زخرف، واقعہ، مومنون اور ہود میں بھی اسی مطلب کو بیان کیا گیا ہے۔ ان سب چیزوں کے علاوہ ان کا مزاج اور ان کی فطرت ہی مفاد پرستی اور مادہ پرستی تھی اور اس طرح کے نفسیاتی مزاج پر تعلیمات الٰہی کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے اور اس چیز کا ان کے ذہین اور چالاک یا کند ذہن اور نادان ہونے سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تعلیمات الٰہی سے وہی شخص بہرہ مند ہوسکتا ہے کہ جو اپنے وجود میں شرافت، عظمت اور بلندیٔ نفس و روح رکھتا ہو اور اس کے وجود میں نور و زندگی اور ہدایت کا چراغ موجود ہو۔

---

[1] سورۂ سبا: ۳٤

سوال ۹۷: آپ کی نظر میں بنی امیہ کس طرح اسلامی حکومت پر قابض ہوئے؟

جواب: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کریمانہ اخلاق سے ہر ایک کو نوازتے تھے اور منافقین اور تالیف قلوب افراد بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھے لیکن اس کے باوجود اپنے محتاط طریق کار کو بھی نہیں چھوڑتے تھے اور جب تک پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ تھے تب تک ضعیف الایمان امویان، تالیف قلوب لوگوں اور منافقوں کو اپنی ٹانگ اڑانے کا موقع فراہم نہیں ہو سکا لیکن افسوس یہ کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنکھ بند کرتے ہی آہستہ آہستہ ان لوگوں نے حساس عہدے اور مناصب اپنی گرفت میں لے لئے اور بالخصوص عثمانؓ کے زمانے میں مروان اور اس کا باپ کہ جن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلاوطن کر دیا تھا، عثمان کی طرف سے واپس بلا لئے گئے، حالانکہ گذشتہ دو خلفاء نے ان لوگوں کو واپس بلانے کی عثمانؓ کی سفارش قبول نہیں کی تھی اور یہی مروان پھر مختلف فتنے وفساد اور قتل عثمانؓ کا باعث بنا۔ خلافت عثمانؓ کے دور میں ہی امویوں نے بیت المال اور حکومتی عہدوں پر اپنا قبضہ جمایا اور دو اہم چیزوں ثروت اور مناصب کو اپنے اختیار میں لے لیا، اب ان کو صرف ایک ہی طاقتور عامل کی کمی تھی اور وہ دیانت اور ایمان پر قابض ہونا تھا۔ قتل عثمانؓ کے بعد معاویہ نے اپنی نہایت ہی دھوکہ دہی اور عیاری کے ساتھ اس عامل پر بھی قبضہ کیا اور اسے اپنی خدمت میں لایا اور یہی وہ موقع تھا کہ جب اس نے دین کے نام پر اور دین کی طاقت پر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام جیسے شخص کے خلاف ایک بڑا لشکر مجہز کر دیا۔ اس کے بعد معاویہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں ابوہریرہ جیسے علماء کو اجیر کر کے عامل دیانت کے علاوہ عامل روحانیت (علماء) کو بھی اپنی خدمت میں لا کر یہ کام پورا کر دیا اور اس طرح یہ چاروں عوامل اس نے حاصل کر لئے کہ جو اس طرح ہیں:

۱۔ سیاست اور سیاسی عہدوں کا عامل۔

۲۔ ثروت اور بیت المال کا عامل۔

۳۔ دیانت اور مذہب کا عامل۔

٤۔ روحانیت اور علماء طبقہ کا عامل۔

سوال ۹۵: آپ کی نظر میں قیام امام حسین علیہ السلام کی بنیادی وجہ کیا تھی؟

جواب: یہ سوال کرنا کہ امام حسین علیہ السلام نے کیوں قیام کیا، اسی جیسی مثال ہے کہ ہم کہیں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں کیوں قیام کیا اور قریش کے ساتھ انہوں نے کیوں صلح و آشتی برقرار نہیں کی؟ یا حضرت علی مرتضی علیہ السلام نے کیوں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں بدر وحنین، احد و احزاب اور **لیلۃ المبیت** (ہجرت کی رات) میں اتنے رنج وغم برداشت کئے؟ یا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیوں نمرود جیسی عظیم قدرت و طاقت کے مقابلہ میں قیام کیا؟ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کیوں فرعون کے دربار میں گئے حالانکہ آپ کے بھائی ہارون علیہ السلام کے علاوہ کوئی آپ کے ہمراہ نہ تھا؟ اس تمام چوں چرا کا مطلب یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو اس وقت قیام کرنا چاہئے تھا جب آپ کے پاس یزید جیسا لشکر اور جنگی ساز وسامان موجود ہوتا۔ حالانکہ اگر امام حسین علیہ السلام کے پاس یزید جیسا لشکر اور جنگی ساز و سامان ہوتا اور آپ ایک ایسے سماج میں قیام کرتے کہ جہاں لوگوں کی دو عظیم جماعتیں ہوتیں اور وہ دونوں ایک دوسرے کے مدمقابل ہوتے اور امام حسین علیہ السلام ان میں سے ایک جماعت کے آگے ہوتے تو پھر یہ قیام حسینی ایک مقدس اور جاوید قیام نہ ہوتا۔ یہ چون وچرا تمام مقدس اور تاریخی قیاموں میں پایا جاتا ہے۔

سوال ٩٦: حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی جد وجہد کا کیا ہدف بیان کیا ہے؟

جواب: ہم نے پہلے ہی یہ کہا کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی سب سے بڑی وجہ اور اسی طرح لوگوں کا امویوں کے ساتھ ہوجانے کی اصلی علت، لوگوں کی جہالت تھی۔ اور دوسری طرف سے ہم یہ جانتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام یزید کے

خلاف جدو جہد نہیں کر رہے تھے اور آپ کا قیام اس سے کہیں مقدس اور بلند تھا کہ آپ ایک شخص اور فرد کو اپنا ہدف قرار دیتے، جی نہیں! آپ کا ہدف اصولی بنیادوں پر تھا اور کلی تھا نہ جزئی! امام حسین علیہ السلام درحقیقت ظلم کے خلاف جدو جہد کر رہے تھے اور جہالت کے خلاف لڑ رہے تھے، جیسا کہ زیارت میں بھی ہمیں اس بات کی تلقین کر دی گئی ہے اور اسی کی تعلیم دی گئی ہے کہ اس جد و جہد کا ہدف اور مقصد جہالت اور گمراہی کو مٹانا ہے۔ چنانچہ زیارت اربعین میں ہے کہ:

وَبَذَلَ مَهجَتَه فِيكَ لِيَسْتَنْقِذَ عِبَادَكَ مِنَ الْجَهَالَةِ وَحَيْرَةِ الضَّلاَلَةِ

اور اس نے تیری راہ میں اپنے خون دل کو قربان کر دیا تا کہ تیرے بندوں کو جہالت اور گمراہی سے نجات دے سکے۔

سوال ۹۷: امام حسین علیہ السلام کے زمانے میں لوگوں میں کس طرح کی جہالت پائی جاتی تھی؟ کیا اس کا مطلب شرح ناخواندگی ہے؟

جواب: لوگوں کی جہالت کا مطلب یہ نہ تھا کہ لوگ ان پڑھ ہیں اور غیر تعلیم یافتہ ہیں اور اسی وجہ سے وہ اس عمل کے مرتکب ہوئے اور اگر وہ لوگ پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ ہوتے تو ایسا نہ کرتے۔ جی نہیں! دینی محاورات میں اکثر و بیشتر ''جہالت'' کو ''عقل'' کے مقابلہ میں لایا جاتا ہے اور اس کا مطلب عقلی ہوشیاری ہے کہ جو تمام لوگوں کو ہونی چاہئے اور دوسرے الفاظ میں یہ ایک ایسی طاقت ہے کہ جو الہامی قضیوں کے تجزیہ و تحلیل اور کلیات کو جزئیات پر تطبیق دینے کی صلاحیت رکھتی ہو اور اس کا تعلیم یافتہ ہونے یا نہ ہونے سے کوئی ربطہ نہیں ہے۔ تعلیم کا مطلب کلیات کو حفظ کرنا اور انہیں سیکھنا ہے، حالانکہ عقل، تجزیہ و تحلیل کی قدرت و توانائی کا نام ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ امام حسین علیہ السلام لوگوں کی فراموش کاری کے شہید ہو گئے، کیونکہ لوگ اگر اپنی گذشتہ پچاس ساٹھ سال کی تاریخ پر ذرا سا غور و فکر کرتے اور ان کے اندر سمجھنے، درک

کرنے اور عبرت لینے کی لیاقت ہوتی اور حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی تعبیر کے مطابق کہ آپ نے فرمایا:

''اِرْجِعُوْا اِلٰی عُقُوْلِکُمْ''

اپنی عقل وفکر سے کام لو،

اور اگر یہ لوگ واقعی اپنے پچاس ساٹھ سالہ تجربے اور عقل کی طرف رجوع کرتے اور ابوسفیان، معاویہ، کوفہ میں ابن زیاد، اور کلی طور پر خاندان بنی امیہ کے جرائم کو فراموش نہ کرتے اور معاویہ کی ریاکاری اور ظاہر سازی کہ جس نے شخصی اور ذاتی مفادات کی خاطر دین کا استعمال کیا، سے دھوکہ نہ کھاتے اور خوب غور وفکر کرتے اور یہ سوچتے کہ آیا ان کے دین اور دنیا کے لئے حسین علیہ السلام بہتر ہیں یا یزید و معاویہ وعبید اللہ ابن زیاد، تو ہرگز یہ خیانت اور جرم واقع نہ ہوتا۔

سوال ۹۸: برائے مہربانی شہادت امام حسین علیہ السلام کے اسباب وعوامل خلاصہ کے طور پر بیان فرمائیں؟

جواب: ملک رَے کی لالچ، مال و دولت کی طمع، لوگوں کی وحشت اور بزدلی، محبت یزید کی تلافی کرنے کی خواہش (کہ ابن زیاد اپنے باپ سے یزید کی کدورت کی تلافی کرنا چاہتا تھا کہ جو یزید کی ولایت عہدی اور جانشینی میں تاخیر کا سبب بنا۔) خود یزید کی بیوقوفی، بدبختی، غرور تکبر، مستی وشہرت اور ذاتی خباثت، اور سب سے بڑھ کر عام لوگوں کی فراموش کاری کہ جو مسلمان اور باایمان تھے لیکن اپنی گذشتہ ساٹھ سالہ تاریخ کو نہیں دیکھتے تھے اور اپنے گذشتہ کو فراموش کر چکے تھے اور ریاکاری اور ظاہر سازی سے دھوکہ کھا گئے تھے، جیسے اسباب وعوامل نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کر ڈالا۔

سوال ۹۹: امام حسین علیہ السلام کو جو سیّد الشہداء کا لقب دیا گیا، اس سلسلہ میں تھوڑی وضاحت فرمائیں!

جواب: ''سیّد الشہداء'' کا لقب پہلے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا

حضرت حمزہ کا تھا اور بعد میں یہ لقب امام حسین علیہ السلام سے مخصوص ہو گیا۔

حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کے اصحاب کی حالت کچھ اسی طرح تھی کہ ان لوگوں کو گذشتہ تمام شہیدوں پر فوقیت حاصل ہوئی اور خود حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

انی لا اعلم اصحاباً اوفی و ابرّ ولا خیراً من اصحابی ولا اھل بیت اوصل ولا افضل من اھل بیتی

مجھ سے بہتر، وفادار، اور نیک اصحاب کسی کو نہیں ملے اور نہ ہی میرے جیسے بافضیلت اور ملنسار خاندان والے کسی کو ملے۔

حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انہیں (دشمن کو) میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ کوئی لینا دینا نہیں ہے، اور خود ذاتی طور پر اپنے اصحاب کو جانے کے لئے کہا اور فرمایا کہ: رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھاؤ، اور اس کے بعد اپنی نظریں زمین کی طرف جھکائیں تا کہ اگر کوئی جانا چاہے تو اسے شرم و حیا نہ ہو۔

سوال ۱۰۰: اگر ہم شہدائے بدر و صفین کو شہدائے کربلا کے ساتھ تقابل کرنا چاہیں تو یہ تقابل کس طرح کا ہونا چاہئے؟

جواب: اصحاب حسین علیہ السلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدریوں اور حضرت علی علیہ السلام کے صفّینیوں پر ترجیح رکھتے ہیں، ٹھیک اسی طرح کہ جس طرح اصحاب عمر سعد بھی ابوسفیان کے بدریوں اور معاویہ کے صفینیوں پر شقاوت اور سنگدلی میں ترجیح رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ ابوسفیان کے بدریوں کی طرح اپنے عقیدے اور عادت کے مطابق نہیں لڑ رہے تھے اور معاویہ کے صفینیوں کی طرح قتل عثمانؓ کا مسئلہ بھی ان کے اشتباہ کا سبب نہیں تھا بلکہ یہ لوگ ایسے حالات میں جنگ کر رہے تھے کہ جہاں

ان کے دل کی آواز اوران کے ضمیر کی فریاد ان کے عمل کے برخلاف تھی

(قلوبهم معك وسيوفهم عليك)

یعنی ان کے دل تمہارے ساتھ لیکن تلواریں تمہارے خلاف ہیں

یہ لوگ رورو کے فرمان قتل دے رہے تھے، یہ لوگ آنسو بہا بہا کے امام حسین علیہ السلام کے بچوں کے کانوں سے گوشوارے چھین رہے تھے، یہ لوگ تھرا تھرا کے امام حسین علیہ السلام کا سر قلم کر رہے تھے۔

سوال ۱۰۱: تاریخ میں حرؑ کا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مل جانے کی کیا علت بیان کی گئی ہے؟

جواب: کہتے ہیں کہ حرؑ کا حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے ساتھ مل جانے کی ایک علت یہ ہے کہ آپ کافی عرصہ تک حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ رہ چکے تھے اور کافی نزدیک سے انہیں پہچانتے تھے۔

سوال ۱۰۲: معاویہ کے زمانے میں امام حسین علیہ السلام کے قیام نہ کرنے کی علت صلح امام حسن علیہ السلام کا مسئلہ تھا یا کچھ اور؟

جواب: سید الشہداء علیہ السلام کے قیام نہ کرنے کا راز یہ تھا کہ آپ مزید اور بہتر فرصت کے انتظار میں تھے۔ اسلام تدبیر، دور اندیشی اور بہتر فرصت کے انتظار کو جائز نہیں بلکہ واجب سمجھتا ہے۔ یقینا معاویہ کے مرنے کے بعد کی فرصت خود معاویہ کے زمانے سے زیادہ بہتر تھی۔ خود معاویہ کے زمانے میں بھی امام حسین علیہ السلام خاموش نہیں بیٹھے تھے بلکہ آپ نے مسلسل صدائے احتجاج بلند کی اور براہ راست معاویہ کے نام خط لکھ کر اعتراض اور احتجاج کیا۔ تمام بزرگ مسلمان شخصیتوں کو اکٹھا کیا اور ان کے ساتھ گفتگو کی اور مسلحانہ قیام کے لئے بہترین وقت معاویہ کے مرنے کے بعد سمجھا۔ امام حسین علیہ السلام کو اس بات پر پورا یقین تھا کہ معاویہ اپنے بعد یزید کو کرسیِ خلافت پر بٹھائے گا

اور معاویہ کے مرنے کے بعد لوگوں کو یزید کی اطاعت کی دعوت دی جائے گی۔ لہٰذا امام حسین علیہ السلام کی نظر میں یزید کی خلافت کوئی نئی چیز نہ تھی۔

سوال ۱۰۳: آپ کی نظر میں قیام امام حسین علیہ السلام کا سب سے برجستہ اثر اور نتیجہ کیا ہو سکتا ہے؟

جواب: قیام حسینی کا سب سے بڑا اثر اور نتیجہ یہ تھا کہ اس نے اسلام کے خلاف قیام کو خلفاء کے خلاف قیام سے بالکل الگ کر دیا۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بھی کہا کہ اگر امام حسین علیہ السلام یزید کے خلاف قیام نہ کرتے تو ممکن تھا کہ یزید کی خراب کاری اور گندی سیاست ایسے لوگوں کے قیام کا سبب بنے کہ جنہیں اسلام سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ اس وقت ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ تاریخ اسلام میں کافی زیادہ قیام وجود میں آئے کہ جو خلفاء کے خلاف تھے اور ساتھ ساتھ اسلام کی حمایت کا پہلو بھی ان میں پایا جاتا تھا (جیسے امیوں کے خلاف ایرانیوں کا قیام) لیکن یہ بات یاد رہے کہ امام حسین علیہ السلام نے ہی پہلی بار خلافت کے خلاف ایک اجتماعی مسلحانہ قیام کیا اور اسلام کے مسئلہ کو حکام کے مسئلہ سے جدا کر دیا بلکہ حکومت و خلافت کے خلاف قیام کرنے کی راہ کو اسلامی نقطۂ نظر سے کھول دی اور امام علیہ السلام کا قیام دوسروں کے لئے آئیڈیل اور سرمشق قرار پایا اور اس کے بعد خلفاء کا کردار اسلام کے حامیوں کی فہرست سے مٹ گیا اور اسلام کے مدمقابل میں آ گیا۔

سوال ۱۰۴: برائے مہربانی شہدائے کربلا کے اپنے موت سے باخبر ہونے اور پھر بھی کربلا میں رہنے کی ترجیح دینے کے بارے میں ذرا وضاحت فرمائیں؟

جواب: یہ خصوصیت تمام شہدائے کربلا میں موجود تھی کہ ''**آثروا الموت**'' یعنی انہوں نے ذلت و رسوائی کی زندگی پر مرنے کو ترجیح دی۔ ان میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں تھا کہ جس کے لئے راہ نجات پائی نہ جاتی ہو۔ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کہیں پر ایک جماعت (مرد، عورت اور بچے) اچانک کسی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں اور

نہایت بے دردی سے مارے جاتے ہیں، لیکن دنیا کے دیگر المناک حوادث میں واقعہ کربلا کی یہ خصوصیت ہے کہ ان سب کے لئے نجات کا راستہ کھلا تھا البتہ بڑی ذلت و رسوائی اور بے ایمانی کے ساتھ! انہوں نے ایمان، فداکاری، جانثاری اور حق کے تعظیم و اکرام کو ترجیح دے دی۔ ان لوگوں نے اخلاق کی زیبائی، شہادت کی خوبصورتی اور عبودیت و بندگی کے کمال کو درک کرلیا تھا۔

سوال ۱۰۵: برائے مہربانی یہ بتائیں کہ عاشورا کے دن حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی کیا خصوصیت تھی؟

جواب: عاشورا کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کی مندرجہ ذیل صفات نے جلوہ نمائی کی:

۱۔ جسمانی شجاعت۔

۲۔ نفسیاتی شجاعت اور قوت قلب۔

۳۔ اسلام، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدا پر مکمل ایمان۔

٤۔ عجیب وغریب صبر وتحمل۔

٥۔ تسلیم رضا۔

٦۔ توازن کی برقراری اور بے جا جوش و جذبہ نہ دکھانا اور خود یا آپ کے اصحاب کا ہلکی اور بچگانہ باتیں کرنا۔

۷۔ فراخدلی، سخاوت اور عفو وبخشش۔

۸۔ فداکاری اور جانثاری۔

سوال ۱۰٦: اس عظمت اور افتخار کو افسانہ میں تبدیل کرنے والے سماج کی حالت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: جس سماج کے پاس حسین ابن علی علیہ السلام جیسی افتخار، عظمت، رزم و پیکار، زیبائی، سبق آموز اور الہام بخشی سے بھری تاریخ موجود ہو اور اس کے باوجود وہ

سماج اس باعظمت تاریخ کو ''روضۃ الشہداء'' اور ''اسرار الشہادۃ'' جیسے حماقت آمیز افسانوں سے بھر دے تو یقینا ایسا سماج ایک بیوقوف اور احمق معاشرہ ہے نہ کہ بالغ اور رشید! آج ہمیں اپنی تاریخ کو بچانے اور اسے محفوظ رکھنے کے لئے اتنی جد وجہد اور تلاش وکوشش کرنی ہوگی کہ جتنی کوشش ہم اپنے قومی اور قدیمی آثار کو محفوظ رکھنے کے لئے کرتے ہیں۔

سوال ۱۰۷: عاشورا کا عظیم واقعہ دور حاضر میں ہمیں کس چیز کا الہام بخشا ہے؟

جواب: کاغذ کے ٹکڑوں پر اسلام کے توصیف کرنے والوں کے قلم آج ہمارے لئے الہام بخش نہیں ہیں بلکہ ان شہیدوں کے قلم ہمارے لئے آج الہام بخش ہیں کہ جنہوں نے اپنے خون سے اسلام کے برجستہ خطوط کو اپنے جسموں پر، اپنی پیشانیوں پر، اپنے سروں پر (وقتل فی محرابه لشدة عدله، امام علیہ السلام کو عدل وانصاف سے کام لینے پر قتل کر دیا گیا)، اپنی داڑھی کے ایک ایک بال پر، اپنے دل اور سینہ پر، اپنی شکستہ پیشانیوں پر، اپنے ٹوٹے ہوئے دانتوں پر اور اپنی گردن کی رگوں پر لکھا ہے۔ یہ کتنی بڑی غلطی ہے کہ ہم ''مداد العلماء افضل من دماء الشهداء'' (علماء کے قلم کی روشنائی شہیدوں کے خون سے برتر ہے) جیسے جملہ سے شہید اور شہادت کی قدر و قیمت گرا دیتے ہیں۔

سوال ۱۰۸: یزید نے اپنی عمر کے آخری دنوں میں کیوں اپنے آپ میں تھوڑی تبدیلی لائی؟

جواب: یزید نے اپنی عمر کے آخری دنوں میں جو اپنی روش تبدیل کی، وہ اس بات کی علامت تھی کہ وہ مغلوب ہو چکا تھا اور یہ جو اس نے اہل بیت امام حسین علیہ السلام کو نہایت احترام اور اکرام کے ساتھ واپس مدینہ لوٹانے کا حکم دیا تو وہ بھی اسی وجہ سے تھا۔ یہ جو اس نے قیام حرہ میں علی ابن الحسین علیہ السلام کے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرنے کا حکم دیا تھا، یہ بھی اسی وجہ سے تھا۔

سوال ۱۰۹: امام حسین علیہ السلام پر رونے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: حضرت سید الشہداء علیہ السلام سے مربوط ایک مسئلہ رونے کا مسئلہ ہے۔ ہنسنے اور رونے کے مسئلہ کو مختلف زاویوں سے دیکھا جاسکتا ہے: ایک پہلو یہ ہے کہ یہ انسان کی خصلتوں میں سے ایک ہے۔ دوسرا جسمانی اور روحانی علل و اسباب کے اعتبار سے۔ تیسرا جسمانی اور روحانی عوارض اور آثار کے اعتبار سے۔ چوتھا علمائے اخلاق و ادب کے عقیدے اور اخلاق کے اعتبار سے۔ پانچواں ہنسنے اور رونے کے سماجی آثار کے لحاظ سے۔ اور چھٹا ہنسنے اور رونے کے مختلف انواع و اقسام کے اعتبار سے اور یہ کہ آیا ہنسنے کی تمام قسمیں اچھی ہیں کہ نہیں؟ اور آیا رونے کی تمام قسمیں بری ہیں کہ نہیں؟ امام حسین علیہ السلام پر رونا، رونے کی سب سے لذت بخش قسم میں سے ہے اور یہ دل کو جلا اور روشنی بخشتا ہے اور مکتب امام حسین علیہ السلام کو ہنسی اور کمیڈی کے مکاتب کے ساتھ موازنہ ہونا چاہئے اور کمیڈی، ٹریجڈی اور اشعاری فلموں کی طرف بھی ایک اشارہ ہونا چاہئے کہ ہمارے شعراء حضرات نے ہنسی اور رونے کے متعلق مثلاً اس طرح کے اشعار کہتے ہیں

گریہ بر ہر درد بی درمان دوا است
چشم گریان چشمۂ فیض خدا است

رونا ہر لا علاج بیماری کی دوا ہے اور روتی ہوئی آنکھ خدا کے فیض و برکت کا ایک چشمہ ہے

ہنسنا اور رونا انسان کے شدید ترین جذباتی حالات کی عکاسی ہے اور جو شخص لوگوں کو ہنسنے اور رونے کا مالک اور صاحب اختیار بن جائے، درحقیقت وہ ان کے دلوں کا مالک بن جاتا ہے اور وہ ان کے جذبات کے ساتھ کھیلتا ہے کیونکہ دل کا کام عقلی کاموں سے بہت مختلف ہوتا ہے۔

حضرت سید الشہداء علیہ السلام پر رونے کے نام پر آج تک لوگوں کے دلوں کے ساتھ کھیل کھیلا گیا بغیر اس کے کہ اس کا کوئی ہدف و مقصد ہو اور اسے عقل کے قابو میں

رکھا جائے! اور صرف ہدف اور مقصد کا ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ نظم وضبط اور تنظیم وترتیب بھی نہایت ضروری ہے۔

معروضی سوالات

۱۔ بشریت کے راستہ میں کن لوگوں نے رکاوٹوں کو دور کیا؟

الف: شہیدوں نے۔

ب: نیک لوگوں نے۔

ج: بہادر لوگوں نے۔

د: مومنین نے۔

۲۔ ہم اپنی آزادی میں کن لوگوں کے مرہون منت ہیں؟

الف: شہیدوں کے خون کے۔

ب: راہ حق کے مجاہدوں کے۔

ج: مسلمان لوگوں کے۔

د: سب صحیح ہیں۔

۳۔ امام حسین علیہ السلام کی شخصیت کی کلید کیا چیز ہے؟

الف: رزم و پیکار۔

ب: جوش و ولولہ۔

ج: عظمت و بزرگی۔

د: سب صحیح ہیں۔

٤۔ کونسی قوم صاحب شخصیت ہوتی ہیں؟

الف: جو قوم ثقافت رکھتی ہو۔

ب: جو قوم بہادر ہو۔

ج: جس قوم کے اندر بے نیازی کا جذب ہو۔

د: جو قوم طاقتور ہو۔

۵۔امام حسین علیہ السلام نے مسلمانوں کی روح کو کس طرح زندہ کر دیا؟

الف: بہادری سے۔

ب: دلیری اور بے باکی سے۔

ج: سورما جیسی حرکتوں سے۔

د: سب صحیح ہیں۔

٦: امام حسین علیہ السلام کن چیزوں کی مثال ہے؟

الف: نماز قائم کرنے کی۔

ب: امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی۔

ج: اسلام کے بلند جذبات کے زندہ ہونے کی۔

د: سب صحیح ہیں۔

۷: واقعۂ کربلا ہمارے لئے کس طرح کا واقعہ ہے؟

الف: ایک عظیم سماجی واقعہ۔

ب: ایک عظیم تاریخی واقعہ۔

ج: ایک خون بار تاریخی واقعہ۔

د: ایک غم انگیز سماجی واقعہ۔

۸: لوگوں کی سب سے اہم ذمہ داری کیا ہے؟

الف: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔

ب: کامیابی۔

ج: دینداری۔

د: مقاومت۔

۹۔کن وجوہات کی بنا پر واقعہ کربلا میں تحریفات ہوئی ہیں؟

الف: نادانی۔

ب: دیومالائی جذبات۔

ج: بڑھ چڑھ کر دکھانا۔

د: سب صحیح ہیں۔

۱۰۔زیادہ تر ذاکرین امام حسین علیہ السلام کس چیز کی طرف توجہ نہیں کرتے؟

الف: امام حسین علیہ السلام کی تاریخ۔

ب: امام حسین علیہ السلام کی بہادری۔

ج: امام حسین علیہ السلام کی مہربانی۔

د: امام حسین علیہ السلام کی دینداری۔

۱۱۔کیا امام حسین علیہ السلام کے بچوں نے تین دن تک پانی نہیں پیا؟

الف: نہیں۔

ب: ہاں۔

ج: حضرت عباس علیہ السلام دو دفعہ ان کے لئے پانی لائے۔

د: حضرت عباس علیہ السلام ایک بار ان کے لئے پانی لائے۔

۱۲۔تحریف کے کیا معنی ہیں؟

الف: ہدف اور مقصد کو بدل دینا۔

ب: شکل اور صورت بگاڑ دینا۔

ج: دیومالائی بنانا۔

د: سب صحیح ہیں۔

۱۳۔ایک تحریک کے مقدس ہونے کی سب سے پہلی شرط کیا ہے؟

الف: یہ تحریک ایمان پر مبنی ہونی چاہئے۔

ب: انسانی بنیادوں پر ہونی چاہئے۔

ج: ذاتی اور شخصی نہ ہو۔

د: سب صحیح ہیں۔

۱٤۔تحریک کے مقدس ہونے کی دوسری شرط کیا ہے؟

الف: بصیرت ہونی چاہئے۔

ب: یہ تحریک ایمان پر مبنی ہونی چاہئے۔

ج: انسانی بنیادوں پر ہونی چاہئے۔

د: سب صحیح ہیں۔

۱۵۔ایک تحریک کے مقدس ہونے کی تیسری شرط کیا ہے؟

الف: ایمان پر مبنی ہو۔

ب: منحصر بہ فرد ہو۔

ج: انسانی بنیادوں پر ہو۔

د: ذاتی اور شخصی نہ ہو۔

۱٦۔امام حسین علیہ السلام نے کس مکتب کو وجود دیا؟

الف: دینی مکتب۔

ب: اسلامی مکتب۔

ج: اسلام کا عملی مکتب۔

د: انسانی مکتب۔

۱۷۔اگر کتاب سعادت کی تحریف ہو جائے تو یہ کس طرح کی کتاب میں تبدیل ہو جائے گی؟

الف: گمراہی کی کتاب میں۔

ب: ظلم کی کتاب میں۔

ج: شقاوت کی کتاب میں۔

د: سب صحیح ہیں۔

۱۸۔ ہماری سبق آموز تاریخیں کس طرح کی سند اور دستاویز ہیں؟

الف: اخلاقی سند۔

ب: انسانیت کی سند۔

ج: سماجی تربیت کی سند۔

د: الف اور ب صحیح ہیں۔

۱۹۔ اسلام کس طرح کے انقلاب کا حامی ہے؟

الف: دھماکہ خیز انقلاب کا۔

ب: آگاہ اور باشعور انقلاب کا۔

ج: جوش و ولولہ والے انقلاب کا۔

د: سب صحیح ہیں۔

۲۰۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنی شرعی ذمہ داری کو کس طرح انجام دیا؟

الف: نہایت بہادری سے۔

ب: نہایت غصہ سے۔

ج: نہایت آزادی اور آگاہی کے ساتھ۔

د: سب صحیح ہیں۔

۲۱۔ امام حسین علیہ السلام کا پیغام کیوں دلوں میں پتھر کی لکیر بن کر ثبت ہوا؟

الف: کیونکہ نہایت غم انگیز تھا۔

ب: کیونکہ خون کے ساتھ تھا۔

ج: کیونکہ شجاعت کے ساتھ تھا۔

د: کیونکہ آ گاہی کے ساتھ تھا۔

۲۲۔اسلام کی بقا کی ضامن کون سی چیز ہے؟

الف: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔

ب: مقاومت۔

ج: دین۔

د: حکومت۔

۲۳۔عملی سرزنش کے متعلق اسلام کیا کہتا ہے؟

الف: اسلام ''حد'' کا حامی ہے۔

ب: اسلام تعزیرات کا حامی ہے۔

ج: اسلام حق کا حامی ہے۔

د: الف اور ب صحیح ہیں۔

۲۴۔عملی امر بالمعروف کیا چیز ہے؟

الف: کہنے ہی پر اکتفا کی جائے۔

ب: کہنے پر ہی اکتفا نہ کی جائے۔

ج: عملی اقدام کریں۔

د: ب اور ج صحیح ہیں۔

۲۵۔مرحلۂ تبلیغ کون سا مرحلہ ہے؟

الف: پہچانے جانے کا مرحلہ۔

ب: اچھی طرح پیغام پہونچانے کا مرحلہ۔

ج: آ گاہی کا مرحلہ۔

د: سب صحیح ہیں۔